مدنی معاشرہ

یعنی زندگی گذارنے کا آسان اور مسنون طریقہ

جلد اول

تالیف

حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالنپوری

خلف الرشید

مبلغ اعظم حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری

تخریج احادیث

مفتی محمد حذیفہ

ابن

حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالنپوری

مکتبہ ابن کثیر

مدنی معاشرہ

یعنی زندگی گذارنے کا آسان اور مسنون طریقہ

جلد اول

تالیف

حضرت مولانا محمد یونس صاحب پالنپوری

خلف الرشید

مبلغ اعظم حضرت مولانا محمد عمر صاحب پالنپوری

تخریج احادیث

مفتی محمد حذیفہ

ناشر

الامین کتابستان دیوبند

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرم ومحترم بندہ مولانا محمد یونس صاحب پالن پوری مظاہری زید مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بندہ نے قیام مدینہ منورہ کے زمانہ میں آپ کی مبارک اور عمدہ تالیف ''مدنی معاشرہ'' بہت ذوق وشوق سے مطالعہ کی۔ دورانِ مطالعہ مختلف مقامات پر اغلاط کی تصحیح کے ساتھ ساتھ چند جملوں کے اضافے بھی متعدد مقامات پر کر دیئے۔ امید ہے کہ بار خاطر نہ ہوں گے۔

حق تعالیٰ شانہ وعم نوالہ آپ کی دیگر تالیفات کی طرح اس کو بھی اپنی پاک بارگاہ کی قبولیت ومقبولیت عطا فرمائے۔ خلق خدا کو اس سے بھرپور نفع اٹھانے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

مطالعہ سے اندازہ ہوا کہ عنوانات میں تنوّع کے ساتھ ساتھ کثرت سے احادیثِ مبارکہ کا ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے۔

اللہ جل شانہ مبارک فرمائے، اور آپ کے لئے اُخروی ذخیرہ بنائے۔

بندہ

محمد شاہد غفرلہ سہارن پوری

نزیل مدینہ منورہ

حرم نبوی شریف

۶رذی الحجہ ۱۴۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بندہ کی کتاب مدنی معاشرہ کراچی میں چھپ گئی ہے، بندہ کے پاس جب اس کا نسخہ پہنچا تو کچھ کام باقی تھا۔ مولانا شاہد صاحب کو اللہ جزائے خیر عطا فرمائے، مدینہ منورہ کے قیام میں پوری کتاب دیکھی اور کچھ اہم مشورے دیئے۔ پھر بندہ نے حج کے سفر میں دیکھنا شروع کیا، اب اللہ کے فضل و کرم سے حج کے سفر میں مندرجہ ذیل سطریں لکھ رہا ہوں۔ عرفات کے میدان میں نظر ثانی ہو کر یہ کتاب مکمل ہوئی، ۷ر دسمبر ۲۰۰۸ء مطابق ۹ر ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ شام کو تین بج کر ۲۳ منٹ پر عرفات میں یہ کتاب پوری ہوئی، اللہ پاک اس کتاب کو اور اس حج کو میری زندگی کے ہر سانس کا کفارہ بنادے اور اپنی بارگاہ میں مقبولیت عطا فرمائے (آمین) اسی عرفات کے میدان میں بندہ دعا گو ہے کہ اے اللہ! اس کتاب کو اور بندہ کی دیگر کتابوں کو جو بھی پڑھتا رہے یا اللہ کی کوئی بندی پڑھتی رہے، اللہ اس کی قیامت تک کی آنے والی نسلوں کو قبول فرمائے، اور دونوں جہاں کی جنت عطا فرمائے، اور اس کی صلاحیت واستعداد کو دین کے لئے قبول فرمائے (آمین) اور اس کی ساری جائز مرادیں پوری فرمائے (آمین) اب یہ تحریر ختم کرتا ہوں، اس لئے کہ بندہ کے ذمہ احباب نے عرفات میں دعا طے فرمالی ہے۔ اللہ اس کتاب کو ہر قسم کی خیر عطا فرمائے (آمین)

اللہ کی رضا کا طالب
محمد یونس پالن پوری
۹ر ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ مطابق ۷ر دسمبر ۲۰۰۸ء

فہرست عنوانات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدِّمَہ

الحمد لله الذی أنزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لاشریك له وأشهد أن سیدنا ومولانا محمداً عبده ورسوله أرسله اللّٰهُ شاهداً ومبشرا ونذیراً وداعیاً إلی الله بإذنه وسراجاً منیراً، صلی الله علیه وعلی آله وصحبه وسلم تسلیماً کثیراً.

امابعد! حق تعالیٰ شانہ نے ہمارے نبی خاتم الانبیاء، سیدالانبیاء، امام الانبیاء، محمد ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا، نہ یہ کہ صرف آپ انسان وجنات کے لئے رحمت ہیں بلکہ عالم سماء، عالم ارض، عالم بروبحر، عالم حیوانات وجمادات ونباتات غرض یہ کہ سارے عالموں کے لئے آپ ﷺ کی ذات مبارک رحمت ہے، آپ ﷺ جو دین لے کر آئے وہ بھی رحمت ہے، جو زندگی گزارنے کے لئے مبارک اور آسان طریقے سکھائے وہ بھی سب کے لئے رحمت ہیں، جو کوئی ان طریقوں کو اپنے سینے سے لگائے گا وہ سب کے لئے رحمت بنے گا، عورت اپنے شوہر کے لئے، مرد اپنی بیوی کے لئے، ماں باپ اولاد کے لئے، اولاد ماں باپ کے لئے، ہر ایک اپنے خاندان کے لئے اور ساری انسانیت کے لئے رحمت بن سکتا ہے بشرطیکہ رحمۃ للعالمین ﷺ کے دین پر چلے، اور وہ دین مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے سارے شعبوں اور اجزاء پر مشتمل ہے جس میں عقائد بھی ہیں، عبادات بھی، معاملات، لین دین کے طریقے، اور معاشرت، رہن سہن، گھریلو زندگی کے طریقے بھی، اور اخلاق اور احسان

اور حسن سلوک کے طریقے بھی ہیں، یہ انسانوں کی غلط فہمی ہے کہ دین صرف عبادات، نماز، روزہ، زکوۃ، حج کا نام ہے، بلاشبہ یہ اسلام کے اہم ارکان ہیں لیکن دین صرف ان میں منحصر نہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ ترجمہ (آج میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا) اللہ تعالیٰ کا مطالبہ انسانوں سے کامل دین میں داخل ہونے کا ہے، ارشاد باری عزّ اسمہ ہے: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَافَّةً﴾ ترجمہ (اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ) بلکہ دین کے رنگ میں رنگ جانا مقصود ہے، ارشاد خداوندی ہے: ﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهٗ عَابِدُوْنَ﴾ ترجمہ (ہمارے اوپر اللہ کا رنگ ہے اور اللہ سے بہتر کون رنگ دینے والا ہے اور ہم تو اس کی بندگی کرنے والے ہیں)

بندہ کو یہ سطور لکھتے وقت میرے محسن ومشفق، مربی، عالم ربانی، حضرت مولانا محمد عمر پالن پوری نور اللہ مرقدہ یاد آرہے ہیں گویا میرے سامنے ہیں اور میں ان کو دیکھ رہا ہوں اور وہ فرمارہے ہیں جس کی دعوت زندگی بھر دیتے رہے کہ: اللہ تعالیٰ کے وعدے دین کے سارے حصوں کے اختیار کرنے پر ہیں، دین کے کچھ حصے زندگی میں ہوں اور کچھ حصے زندگی میں نہ ہوں اس پر دین کی وہ طاقت ظاہر نہیں ہوتی جو ساری طاقتوں کو زیر کردے، جب دین کے سارے حصے زندگی میں زندہ ہوتے ہیں تو دین کی وہ طاقت ظاہر ہوتی ہے جس نے قوم عاد کی طاقت کو زیر کر دیا تھا، اور فرعون کی طاقت جس پر زیر ہوئی تھی، اور جس نے قیصر وکسریٰ کی طاقت کو مغلوب کیا تھا اور اخیر زمانے میں اس پورے دین پر دجال ویاجوج ماجوج کی طاقت زیر ہوگی، جس کی خبر حضرت رسول اکرم ﷺ نے دی ہے، اور میرے حضرت مولانا جس وقت ممبر پر یہ باتیں فرماتے تھے دل کی گہرائی میں اتر جاتی تھیں، اور حاضرین کے دلوں میں ایک امید پیدا

ہو جاتی تھی کہ ہمارا دین زبردست طاقت وقوت والا ہے، اور زندہ ہو کر رہے گا، لیکن شرط یہ ہے کہ اس دین کی دعوت زندہ ہو اور دین کے سارے حصے زندہ ہوں، اور فرماتے تھے کہ جس دین کی طاقت پچھلے زمانے میں ظاہر ہو چکی اور اخیر زمانے میں بھی ظاہر ہوگی اس میں آج بھی وہ طاقت ہے، ہمارا دین بودا اور کمزور نہیں، قصور ہمارا ہے کہ ہم نے اس دین کو اپنی زندگی میں داخل نہیں کیا، اور مجمع میں بیان کے علاوہ انفرادی گفتگو میں بھی فرماتے تھے کہ مجھے بڑی فکر لگی رہتی ہے کہ یہ پورا دین مسلمانوں کی زندگی میں کیسے آئے، اور فرماتے جب پورا دین زندہ ہوگا تو اس کی مثال اس پھل دار درخت کی سی ہوگی جس کی جڑ مضبوط اور شاخیں بلندیوں پر ہوں۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِيْ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِاِذْنِ رَبِّهَا وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ﴾ ترجمہ (کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کیسی اچھی تمثیل کلمہ طیبہ کی بیان کی کہ وہ ایک پاکیزہ درخت کے مشابہ ہے جس کی جڑ خوب مضبوط ہے اور اس کی شاخیں خوب اونچائی میں جارہی ہیں وہ اپنا پھل ہر فصل میں اپنے پروردگار کے حکم سے دیتا رہتا ہے اور اللہ لوگوں کے لئے تمثیلات اس لئے بیان کرتا ہے تا کہ وہ خوب سمجھ لیں) پھر اس درخت کے سائے میں غیر مسلم بھی بیٹھیں گے اور ان کی جانیں اور مال بھی محفوظ ہونگے اور دنیا میں امن وامان قائم ہوگا، اور فرماتے کہ دین میں قانونی حکم بھی ہیں جو ہر حال میں کرنے ہی ہیں اور اخلاقی حکم بھی ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ﴾ ترجمہ (یقیناً اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے انصاف کا اور احسان کرنے کا) عدل قانونی حکم کا نام ہے اور احسان اخلاقی حکم کا نام ہے۔ ہمارے دین میں غیر مسلم کے ساتھ بھی ہمدردی اور حسن سلوک کا حکم ہے، اس کو بہت سی مثالوں سے سمجھاتے اور فرماتے کہ یہ دین اس وقت زندہ ہوتا ہے جب ہر

مسلمان جان و مال لگا کر ترتیب نبوی پر محنت کرے، اور یہ فرماتے کہ میرا یہ لفظ یاد رکھنا، ترتیب نبوی پر محنت شرط ہے۔ پھر اس ترتیب نبوی کی تفصیل خوب سمجھاتے، تین تین گھنٹے کے بیانات بھی سنے، کبھی چار گھنٹے کا بیان بھی سنا، لیکن پھر بھی طبیعت اکتاتی نہیں تھی، اور دل چاہتا کہ ابھی تو وقت بہت کم گذرا ہے دل میں دعا کرتا رہتا اے اللہ! مولانا اور بھی بولیں اور بولتے ہی چلے جائیں۔

میرے حضرت مولانا کی باتوں میں ایک نورانیت تھی، ایک حلاوت تھی، ایک لذت تھی، روحانیت سے بھرپور بیان ہوتا، ایک خاص بات یہ تھی کہ ہر طبقہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ بیان میرے ہی لئے ہے، عام فہم الفاظ استعمال فرماتے کہ ایک دیہات کا رہنے والا بے پڑھا لکھا سمجھ لے، اور گہرا اتنا کہ علماء بھی حیران رہ جاتے، بیان کے بعد اکابر علماء سے انتہائی تواضع اور طلب سے پوچھتے آپ نے میرا بیان سنا کوئی غلطی ہو تو بلا تکلف فرمائیں، اور کبھی خوف خدا سے رو پڑتے لاکھوں کا مجمع بیان سنتا ہے مجھ سے ایسی غلطی نہ ہو جائے جس پر اللہ تعالیٰ کے یہاں پکڑ ہو جائے، بیان سے پہلے بھی رو رو کر دعا مانگتے خوب دیکھا، اخیر عمر میں تو رقت بہت طاری ہوگئی تھی، بہر کیف! کہاں سے کہاں نکل گیا، کیا کروں لکھنے پر مجبور تھا اور بہت کچھ لکھنے کو جی چاہتا ہے، غرض یہ کہ حضرت مولانا نے دین کے سارے حصوں کے زندگی میں لانے کی ترغیب دی تھی۔

اب ان کے بڑے صاحبزادے حضرت مولانا محمد یونس پالن پوری زید مجدہ نے ضرورت سمجھی کہ دین کے ان حصوں کو کھولا جائے، جس میں خاص کر معاشرت کا اہم باب ہے، چنانچہ مولانا محمد یونس زید مجدہ نے یہ کتاب لکھی "مدنی معاشرہ" (یعنی زندگی گذارنے کا آسان اور مسنون طریقہ) جو در حقیقت ان کے والد نور اللہ مرقدہ کی تمنا کو پورا کرنے کی ایک عملی شکل ہے۔ حضرت مولانا محمد عمر صاحب رحمہ اللہ جب مجھے اور حضرت مولانا محمد یونس زید مجدہ کو آپس میں گفتگو کرتے ہوئے دیکھتے

تو بہت خوش ہوتے اور مجھ سے بعد میں پوچھتے کیا بات کر رہے تھے، علمی، تبلیغی، دینی گفتگو سن کر بہت خوش ہوتے اور فرماتے کہ ایسے مذاکرے کرتے رہنا چاہئے، میرے حضرت مولانا رحمہ اللہ کتب دینیہ کے عاشق تھے اور فرماتے تھے کہ امام بخاری اور امام مسلم رحمہ اللہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم نہ لکھتے تو ہمیں یہ مبارک احادیث کیسے معلوم ہوتیں، اکابر تبلیغ نے بھی باوجود انتہائی مشغولیت کے کتابیں لکھی ہیں، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ اللہ کی کتابیں معروف و مشہور ہیں، حضرت مولانا محمد یوسف رحمہ اللہ کی کتابیں امانی الاحبار، حیاۃ الصحابہ معروف ہیں، اور عربی حیاۃ الصحابہ پر میرے شیخ حضرت مولانا انعام الحسن رحمہ اللہ کی تعلیق بھی ہے، اور مشکوۃ شریف کے منتخب ابواب بھی حضرت جی ثالث رحمہ اللہ کی ترتیب ہے جس کا اردو ترجمہ مولانا محمد یونس زید مجدہ نے کر دیا ہے، مجھے حضرت مولانا محمد عمر صاحب رحمہ اللہ کا یہ جملہ یاد آتا ہے عثمان! یہ نہ سمجھنا کہ یہ کتابیں بے کار ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ایک ایک سطر کو ان شاء اللہ اس دعوت کی مبارک محنت کے ذریعہ زندہ کرے گا چنانچہ آج اس کا مشاہدہ ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ مؤلف کی اس کوشش کو قبول فرمائے اور امت کے لئے نافع بنائے، اور خوبی کی بات یہ ہے کہ اس کتاب ''مدنی معاشرہ'' کا کچھ حصہ خود اس شہر مبارک مدینہ منورہ اور مبارک مسجد مسجد نبوی میں ترتیب دیا گیا جس مبارک مسجد سے اور مبارک شہر سے یہ معاشرت سارے عالم میں پھیلی تھی، اور بندہ کی یہ سطریں بھی اسی جگہ لکھی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس مبارک شہر اور جوار رسول ﷺ کی برکتیں اس میں شامل فرما کر قبول فرمائے۔ وصلی اللہ علی النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ اجمعین.

راقم السطور

بندہ محمد عثمان بن محمد کبیر احمد،

مقیم مدینہ منورہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت ورہنمائی کے لئے ہر زمانہ میں انبیاء علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اپنے احکامات لوگوں تک پہنچانے کے لئے ان مقدس لوگوں کو واسطہ بنایا، سب سے اخیر میں اللہ تعالیٰ نے جناب رسول اللہ ﷺ کی بابرکت ذات کو مبعوث فرمایا اور خود حضور اکرم ﷺ کی زبانی اعلان کروایا: ﴿قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا﴾ ترجمہ: (آپ کہہ دیجئے کہ اے لوگو! میں تم لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں) (الاعراف آیت ۱۵۸)

پھر حضور ﷺ نے دنیا میں آکر زندگی گذارنے کا صحیح طریقہ بتایا، یعنی انسان اپنی دینی ودنیوی ضرورتیں کس طرح پوری کرے اسکا راستہ بتایا، یہی راستہ سنت کہلاتا ہے، قرآن پاک میں ارشاد ہے: ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾ (الاحزاب آیت ۲۱) ترجمہ: (تم لوگوں کے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ ایک عمدہ نمونہ ہے) اب وہ طریقہ کیا ہے، اور وہ سنتیں کیا ہیں، اس موضوع پر ہزاروں نے قلم اٹھایا ہے اور بہت سی کتابیں وجود میں آئیں جن سے امت کا ہر طبقہ فائدہ اٹھا رہا ہے۔

ان ہی کتابوں کے مطالعہ کے دوران بندہ نے کچھ مواد جمع کرنا شروع کیا، پھر کچھ عرصہ میں اچھا خاصا مواد جمع ہو گیا تو اس کو کتابی شکل دینے کا داعیہ پیدا ہوا لیکن

کتابی شکل دینے میں کچھ امور کی ضرورت تھی، ایک تو احادیث کے حوالوں کی ضرورت تھی، دوسرے یہ کہ ان بکھرے ہوئے مضامین کو ترتیب دینے کی ضرورت تھی، چونکہ میں اپنی مصروفیات اور اسفار کی وجہ سے یہ کام نہیں کرسکتا تھا اس لئے یہ کام بندہ کے بیٹے مفتی محمد حذیفہ سلمہ نے انجام دیا۔ احادیث کی تخریج بھی کی، مضامین کی ترتیب بھی دی، اور غائر نظر سے از اول تا آخر کتاب کا مطالعہ بھی کیا، (اللہ جل شانہ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے اور سعادت دارین سے نوازے! آمین) اس طرح یہ کتاب طویل عرصہ میں مکمل ہوئی، جو اب آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے یہ مدنی معاشرہ کا پہلا حصہ ہے اور اس کے دوسرے حصہ پر کام ہورہا ہے ان شاء اللہ عنقریب وہ بھی آپ لوگوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو میری نجات اخروی کا سبب بنادے اور میری زندگی کے ہر سانس کا کفارہ بنادے! آمین یارب العالمین۔

اللہ کی رضا کا طالب

محمد یونس پالن پوری

۱۱؍رجب ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۵؍جولائی ۲۰۰۸ء

کھانے پینے کے متعلق اسلامی تعلیم

فرمایا رحمت کائنات فخرِ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہ:

① کھانے کی برکت ہے کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا (یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا)

(ترمذی کتاب الطعام، باب ما جاء فی الوضوء قبل الطعام وبعده-١٨٤٦)

کھانے سے پہلے ہاتھ دھو لیجئے، طہارت اور نظافت کا تقاضا ہے کہ کھانے میں پڑنے والے ہاتھوں کی طرف سے طبیعت مطمئن ہو۔

② بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔

(بخاری کتاب الاطعمة-٥٣٧٦، مسلم کتاب الاشربة)

حدیث کی دعا: بسم اللّٰه وَعَلٰی بَرَکَةِ اللّٰه پڑھ کر کھانا شروع کیجئے اور اگر بھول جائیں تو یاد آنے پر بسم اللّٰه اوّلهٗ و آخرهٗ کہہ لیجئے۔ یاد رکھئے جس کھانے پر خدا کا نام نہیں لیا جاتا اس کو شیطان اپنے لئے جائز کر لیتا ہے۔

③ داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ (بخاری کتاب الاطعمة-٥٣٧٦)

④ ہمیشہ سیدھے ہاتھ سے کھایئے۔ ضرورت پڑنے پر بائیں ہاتھ سے بھی مدد لے سکتے ہیں۔

⑤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ (یعنی برتن کے چاروں طرف ہاتھ نہ مارو اپنی طرف سے کھاؤ) (ترمذی-١٨٤٨، بخاری-٥٣٧٦، مسلم-٥٢٦٩)

⑥ بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھاؤ نہ پیو کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔ (مسلم-٥٢٦٧)

⑦ جو شخص کسی برتن میں کھانا کھائے پھر اُسے صاف کرے تو اس کے لئے

برتن استغفار کرتا ہے۔(ابن ماجه، ابواب الاطعمة- ۳۲۷۱)

⑧ جب تمہارے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو جو (تنکا وغیرہ) لگ جائے اُس کو ہٹا کر لقمہ کھالو اور شیطان کے لئے مت چھوڑو۔ جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھ دھونے سے پہلے اپنی انگلیاں چاٹ لو تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصے میں برکت ہے۔(مسلم-۵۳۰۱)

⑨ برتن کے درمیان سے نہ کھاؤ بلکہ کناروں سے کھاؤ کیونکہ درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے۔(ترمذی-۱۸۰۵)

⑩ پلیٹ میں اپنی طرف کے کنارے سے کھایئے، دوسروں کی طرف سے نہ کھایئے۔

⑪ آپس میں ایک ساتھ مل کر کھایا کرو اور اللہ کا نام لے کر کھاؤ کیونکہ اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔(ابو داؤد- ۳۷٦٤)

⑫ جب کھانا کھانے لگو تو جوتے اُتار دو اس سے تمہارے قدموں کو آرام ملے گا۔(دارمی)

⑬ پانی اونٹ کی طرح ایک سانس میں مت پیو بلکہ دو تین سانس میں پیو۔

⑭ اور جب پینے لگو تو بسم اللہ کہو اور جب پی کر منھ سے برتن ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو۔ (ترمذی-۱۸۸۵، باب ما جاء فی التنفس فی الاناء)

⑮ دستر خوان اُٹھانے سے پہلے نہ اُٹھو۔

⑯ اگر کسی دوسرے شخص کے ساتھ کھانا کھا رہے ہو تو جب تک وہ کھا تا رہے اپنا ہاتھ نہ روکو اگر چہ پیٹ بھر چکا ہو، تا کہ اسے شرمندگی نہ ہو۔ اگر کھانا چھوڑنا بھی ہو تو عذر کر دو۔(ابن ماجه، باب النهی ان یقام عن الطعام حتی یرفع ... الخ - ۳۲۹۵)

⑰ مشکیزے میں منھ لگا کر مت پیو (بخاری، باب الشرب من فم السقاء - ٥٦٢٧) لوٹے، گھڑے، صراحی یا بوتل وغیرہ کو منھ لگا کر پینا بھی اسی ممانعت میں

داخل ہے۔ آج کل کے مشروبات پیپسی وغیرہ وغیرہ اسی ممانعت میں داخل ہے، گلاس میں ڈال کر پیجئے۔

⑱ برتن میں نہ سانس لو نہ پھونک مارو۔

(ترمذی–۱۸۸۸، باب ما جاء فی کراهية النفخ فی الشراب)

⑲ کھانے پینے کی چیزوں پر پھونک نہ ماریئے۔ اندر سے آنے والا سانس گندا اورزہریلا ہوتا ہے۔

⑳ کھڑے ہوکر مت پیو۔ (ترمذی–۱۸۷۹)

㉑ برتن میں پھٹی ٹوٹی جگہ منہ لگا کر نہ پیو۔

(ابو داؤد، باب فی الشرب من ثلمة القدح–۳۷۲۲)

㉒ جلتا اُبلتا کھانا جس سے ہاتھ منہ جلے اورزبان جلے، اُس کے کھانے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ ایسے کھانے کو تھوڑی دیرڈھک کررکھ دیا جائے، جب اُس کی وہ حرارت ختم ہو جائے تب اُس کے کھانے کا ارادہ کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ایسا کرنا برکت کا بہت بڑا ذریعہ ہے اور یہ بات صحیح ہے اس کا تجربہ ہوتا رہتا ہے۔

㉓ کھانے کے لئے ٹیک لگا کر نہ بیٹھئے، خاکساری کے ساتھ اُکڑوں بیٹھئے یا دوزانو ہوکر بیٹھئے یا ایک گھٹنا بچھا کر اور ایک کھڑا کر کے بیٹھئے، خدا کے رسول ﷺ اسی طرح بیٹھتے تھے۔ (بخاری. باب الاکل متکئا. ۵۳۹۸)

㉔ ہمارے پیارے رسول ﷺ ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے۔

(بخاری، باب الاکل متکئا–۵۳۹۸)

㉕ تین انگلیوں سے کھایئے اور اگر ضرورت ہو تو چھنگلی چھوڑ کر چار انگلیوں سے کام لیجئے۔ اور انگلیاں جڑوں تک سا ننے سے پرہیز کیجئے۔

㉖ نوالہ نہ زیادہ بڑا لیجئے اور نہ زیادہ چھوٹا اور ایک نوالہ نگلنے کے بعد ہی دوسرا نوالہ منہ میں دیجئے۔

㉗ روٹی سے انگلیاں ہرگز صاف نہ کیجئے، یہ بڑی بے ادبی اور رزق کی

توہین ہے۔

۲۸ روٹیوں کو جھاڑنے اور پٹکنے سے بھی پرہیز کیجئے۔

۲۹ نوالہ گر جائے تو اُٹھا کر صاف کر لیجئے یا دھو لیجئے اور کھا لیجئے۔

کھانے میں کبھی عیب نہ نکالیئے۔ پسند نہ ہو تو چھوڑ دیجئے۔ آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا، دل کو بھایا تو کھالیا، پسند نہ آیا تو چھوڑ دیا۔

(بخاری، باب ما عاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم طعاما – ۵۴۰۹)

۳۰ کھانے کے دوران ٹھٹھا مارنے اور بہت زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کیجئے۔

۳۱ کھانے کے دوران ٹھٹھا مارنے اور بہت زیادہ باتیں کرنے سے پرہیز کیجئے۔

۳۲ بلاضرورت کھانے کو نہ سونگھئے۔ یہ بری عادت ہے، کھانے کے دوران نہ بار بار اس طرح منہ کھولیے کہ چبتا ہوا کھانا نظر آئے اور نہ بار بار منہ میں اُنگلی ڈال کر دانتوں میں سے کچھ نکالیے۔ اس سے دسترخوان پر بیٹھنے والوں کو گھن آتی ہے۔

۳۳ کھانا بھی بیٹھ کر کھایئے اور پانی بھی بیٹھ کر پیجئے۔ البتہ ضرورت پڑنے پر پھل وغیرہ کھڑے ہو کر کھا سکتے ہیں اور پانی بھی پی سکتے ہیں۔

۳۴ پلیٹ میں جو کچھ رہ جائے اگر رقیق ہو تو پی لیجئے ورنہ انگلی سے چاٹ کر پلیٹ صاف کر لیجئے۔

۳۵ پانی تین سانس میں ٹھہر ٹھہر کر پیجئے۔ اس سے پانی بھی ضرورت کے مطابق پیا جاتا ہے اور آسودگی بھی ہو جاتی ہے اور یکبارگی پورے برتن کا پانی پیٹ میں اُنڈیل لینے سے کبھی کبھی تکلیف بھی ہو جاتی ہے۔

۳۶ کھانے سے فارغ ہو کر انگلیاں چاٹ لیجئے اور پھر ہاتھ دھو لیجئے۔

۳۷ پھل وغیرہ کھا رہے ہوں تو ایک ساتھ دو – دو عدد یا دو – دو قاشیں نہ اُٹھایئے۔

۳۸ لوٹے کی ٹوٹی یا صراحی یا اسی طرح کی دوسری چیزوں سے پانی نہ پیجئے۔

ایسے برتن میں پانی لے کر پیجئے جس میں پیتے وقت منہ میں جانے والا پانی نظر آئے تاکہ کوئی گندگی یا مضر چیز پیٹ میں نہ جائے۔

(۳۹) کھانے سے فارغ ہو کر یہ دُعا پڑھیے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ

"حمد وثنا اس خدا کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور جس نے ہمیں پلایا اور جس نے ہمیں مسلمان بنایا"

(ابو داؤد، باب ما یقول الرجل اذا طعم - ۳۸۵۰)

(۴۰) جس کی دعوت کی گئی اور اُس نے قبول نہ کی تو اُس نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی (ابو داؤد، کتاب الاطعمة - ۳۷٤۱)

(۴۱) اور جو شخص بغیر دعوت کے (کھانے کے لئے) داخل ہو گیا وہ چور بن کر اندر گیا اور لٹیرا بن کر نکلا۔ (ابو داؤد، کتاب الاطعمة - ۳۷٤۱)

فرمایا رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین ﷺ نے کہ:

(۴۲) جب کوئی شخص کسی کا سلام لائے تو یوں جواب دو۔ وَعَلَیْكَ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ۔ (ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی الرجل یقول فلان یقرئك السلام)

(۴۳) مریض کی عیادت کی تکمیل یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا جائے اور تمہارے آپس میں سلام کی تکمیل یہ ہے کہ مصافحہ کر لیا جائے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی المصافحة - ۲۷۳۱)

(۴۴) جب دو مسلمان ملاقات کے وقت آپس میں مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے پہلے ضرور ان کی بخشش کر دی جاتی ہے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی المصافحة - ۲۷۲۷)

مجلس کے متعلق اسلامی تعلیم

فرمایا معلّم انسانیت سرورِ کائنات ﷺ نے کہ:

① مجلسیں امانت ہیں یعنی مجلس میں جو باتیں سنیں ان کا دوسری جگہ نقل کرنا امانت داری کے خلاف ہے اور گناہ ہے۔

(ابو داؤد، باب فی نقل الحدیث – ٤٨٦٨)

② کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود نہ بیٹھ جاؤ۔

③ اور بیٹھنے والوں کو چاہئے کہ آنے والوں کو جگہ دینے کے لئے مجلس کشادہ کرلیں (بخاری، باب اذا قیل لکم تفسحوا...الخ – ٦٢٧٠)

④ جب مجلس میں تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر آہستہ سے دو آپس میں باتیں نہ کریں کیونکہ اس سے تیسرے کو رنج ہوگا (بخاری، باب لا یتناجی اثنان دون الثالث – ٦٢٨٨) کسی ایسی زبان میں باتیں کرنا جس کو تیسرا آدمی نہیں جانتا وہ بھی اسی حکم میں ہے۔

⑤ کسی شخص کے لئے حلال نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے بیٹھ جائے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی کراهیة الجلوس بین الرجلین بغیر اذنهما – ٢٧٥٢)

⑥ مجلس میں سب لوگ متفرق نہ بیٹھیں بلکہ مل مل کر بیٹھیں۔

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی التحلق – ٤٨٢٣)

⑦ جب کوئی مسلمان بھائی تمہارے پاس آئے تو جگہ ہونے کے باوجود اس کے اکرام کے لئے ذرا سا کھسک جاؤ۔ (بیہقی)

⑧ ہر چیز کا سردار ہوتا ہے اور مجلسوں کی سردار وہ مجلس ہے جس میں قبلہ رو ہو کر بیٹھا جائے۔ (طبرانی)

چھینک اور جمائی کے وقت اسلامی تعلیم

فرمایا معلم الاخلاق ﷺ نے کہ:

① جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہئے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔

② اور جواب میں اس کا ساتھی یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے۔

③ اور چھینکنے والا یَھْدِیْکُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ کہے۔

(بخاری، کتاب الادب، باب اذا عَطَسَ کیف یشمت – ٦٢٢٤)

④ ہمارے پیارے رسول ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو ہاتھ یا کپڑے سے چہرۂ مبارک ڈھانک لیتے تھے اور چھینک کی آواز بلند نہ ہونے دیتے تھے۔

(ترمذی، کتاب الادب – ٢٧٤٥)

⑤ اور فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ جب تم کو جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ کر روک لو کیونکہ جمائی کے سبب منہ کھل جانے سے شیطان داخل ہو جاتا ہے۔

(ابو داؤد، باب فی التثاء ب – ٥٠٢٦)

⑥ اور ایک حدیث میں ہے کہ جمائی آئے تو "ہا" کی آواز نہ نکالو، اس سے شیطان ہنستا ہے۔

(ابو داؤد–٥٠٢٨، بخاری، باب ما یستحب من العطاس وما یکرہ من التثاء ب – ٦٢٢٣)

عورتوں اور لڑکیوں کے لئے مخصوص اسلامی تعلیم

① مردوں سے علیحدہ ہو کر چلیں۔

② راستوں کے درمیان سے نہ گزریں بلکہ کناروں پر چلیں۔

③ چاندی کے زیور سے کام چلانا بہتر ہے۔

④ جو عورت شان (بڑائی) ظاہر کرنے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی تو

عذاب ہوگا (ابو داؤد، کتاب الخاتم - ٤٢٣٨)

⑤ عورت کو اپنے ہاتھ میں مہندی لگاتے رہنا چاہئے۔

(ابو داؤد، باب فی الخضاب للنساء کتاب الترجل)

⑥ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ عورت کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو نہ آئے (یعنی بہت معمولی خوشبو ہو) (ترمذی، کتاب الادب - ٢٧٨٦)

⑦ باریک کپڑے نہ پہنیں۔

⑧ اگر دوپٹہ باریک ہو تو اس کے نیچے موٹا کپڑا لگالیں۔

(ابو داؤد، باب فی لبس القباطی للنساء - ٤١١٦)

⑨ بجنے والا زیور نہ پہنیں۔ (ابو داؤد، باب ما جاء فی الجلاجل)

⑩ جو عورتیں مردوں کی شکل وصورت اختیار کریں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔

(ابو داؤد، باب فی لباس النساء - ٤٠٩٧)

استنجے کے متعلق اسلامی آداب

فرمایا خاتم النبیین ﷺ نے کہ:

① جب پاخانہ جاؤ تو پیشاب کے مقام کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوؤ۔

(ترمذی - ١٥)

② اور استنجاء داہنے ہاتھ سے صاف نہ کرو۔ (ترمذی-۱۵)

③ بڑا استنجاء تین پتھروں (یا تین ڈھیلوں) سے کرو (ابو داؤد، باب الاستنجاء بالاحجار) اس کے بعد پانی سے دھوؤ۔ (ابو داؤد، باب الاستنجاء بالماء)

④ جب پاخانہ جاؤ تو قبلہ رُخ ہو کر اور قبلہ کی طرف کو پشت کر کے نہ بیٹھو۔

(بخاری - ١٤٤)

⑤ جب پیشاب کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے لئے (مناسب) جگہ تلاش کر

لو (ابو داؤد، باب التخلی عند قضاء الحاجۃ - ۱) مثلاً پردہ کا دھیان کرو اور ہوا کے رُخ پر نہ بیٹھو۔

⑥ ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہیں پیشاب نہ کرو (بخاری، باب البول فی الماء الدائم - ۲۳۸) جیسے تالاب، حوض وغیرہ۔

⑦ غسل خانے میں پیشاب نہ کرو کیونکہ اکثر وسوسے اس سے پیدا ہوتے ہیں۔ (ابو داؤد، باب فی البول فی المستحم - ۲۷)

⑧ کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرو۔

(ابو داؤد، باب النهی عن البول فی الجحر - ۲۹)

⑨ پاخانہ کرتے ہوئے آپس میں باتیں نہ کرو۔ (مسند احمد)

⑩ پانی کے گھاٹوں پر، راستوں میں، سایہ کی جگہوں میں (جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں) پاخانہ نہ کرو (ابو داؤد، باب المواضع التی نهی عن البول فیها - ۲۶)

⑪ بسم اللہ کہہ کر پاخانہ میں داخل ہو، کیونکہ بسم اللہ جنات کی آنکھوں اور انسان کی شرم کی جگہوں کے درمیان آڑ ہے۔ (ترمذی)

⑫ لید اور ہڈیوں سے استنجاء نہ کرو۔ (ترمذی-۱۸)

⑬ ندی، نہر کے گھاٹ پر، عام راستوں پر اور سایہ دار مقامات پر قضائے حاجت کے لئے نہ بیٹھئے اس سے دوسرے لوگوں کو تکلیف بھی ہوتی ہے اور ادب و تہذیب کے بھی خلاف ہے۔

⑭ جب پاخانہ جانا ہو تو جوتا پہن کر اور سر کو ٹوپی وغیرہ سے ڈھانپ کر جایئے اور جاتے وقت یہ دُعا پڑھئے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ.

(بخاری، باب مایقول عند الخلاء، کتاب الوضوء -۱۴۲ و مسلم)

”خدایا تیری پناہ چاہتا ہوں شیطانوں سے، ان شیطانوں سے بھی جو مذکر ہیں

اوران سے بھی جو مؤنث ہیں۔

اور جب پاخانے سے باہر آئیں تو یہ دُعاء پڑھیئے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

ابن ماجه، باب ما یقول اذا خرج من الخلاء – ۳۰۱)

"خدا کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف دور فرمائی ہے اور مجھے عافیت بخشی"

متفرق آداب

① اکڑ مکڑ کر اِتراتے ہوئے نہ چلو۔ (قرآن شریف، سورہ بنی اسرائیل، آیت ۳۷)

② کوئی مرد عورتوں کے درمیان نہ چلے۔

(ابو داؤد، کتاب الادب، باب فی مشی النساء مع الرجال – ۵۲۷۳)

③ بیچ میں ایک دن چھوڑ کر کنگھا کیا کرو یعنی روزانہ کنگھے کا شغل پسند نہیں فرمایا۔ (ترمذی، کتاب اللباس-۱۷۵۶)

④ اللہ تعالیٰ کو صفائی ستھرائی پسند ہے لہٰذا اپنے گھروں سے باہر جو جگہیں خالی پڑی ہیں ان کو صاف رکھا کرو۔ (ترمذی، کتاب الادب، باب النظافة – ۲۷۹۹)

⑤ اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا (یا جاندار کی تصویر ہو) (بخاری، کتاب اللباس، باب لا تدخل الملائكة بيتا فيه صورة – ۵۹۶۰)

⑥ جب کسی کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور اندر سے پوچھے کون ہے تو یہ نہ کہو کہ میں ہوں بلکہ اپنا نام بتادو۔ (بخاری، کتاب الاستیذان – ۶۲۵۰)

⑦ چھپ کر کسی کی بات نہ سنو۔ (مسلم-۶۵۳۶)

⑧ جب کسی کو خط لکھو تو شروع میں اپنا نام لکھ دو۔

(ابو داؤد، کتاب الادب – ۵۱۳۴)

⑨ جب کسی کے گھر جاؤ تو پہلے اجازت لے لو پھر اندر جاؤ۔

(بخاری، کتاب الاستیذان – ۶۲۴۶)

⑩ اور اجازت سے پہلے اندر نظر بھی نہ ڈالو۔

(بخاری، کتاب الاستیذان – ٦٢٤١)

⑪ تین بار اجازت مانگو اگر اجازت نہ ملے تو واپس ہو جاؤ۔

(بخاری، کتاب الاستیذان – ٦٢٤٥)

⑫ اور اجازت لیتے وقت دروازہ کے سامنے کھڑے نہ ہو بلکہ دائیں بائیں کھڑے ہو جاؤ۔(ابو داؤد، کتاب الاستیذان، ٥١٧٤)

⑬ اپنی والدہ کے پاس جانا ہو تو بھی اجازت لے کر جاؤ۔(مالک)

⑭ کسی کی چیز مذاق میں لے کر نہ چل دو۔(ابو داؤد، کتاب الادب–٥٠٠٣)

⑮ ننگی تلوار (جو نیام سے باہر ہو) دوسرے شخص کے ہاتھ میں نہ دو۔(ابو داؤد، کتاب الجهاد – ٢٥٨٨) اسی طرح چاقو، چھری وغیرہ کھلی ہوئی کسی کو نہ پکڑاؤ، اگر ایسا کرنا پڑے تو اس کے ہاتھ میں دستہ دے دو۔

⑯ زمانہ کو برا مت کہو کیونکہ اس کا اُلٹ پھیر اللہ ہی کے قبضے میں ہے۔

(مسلم، کتاب الالفاظ من الادب–٥٨٦٢)

⑰ ہوا کو برا مت کہو۔(ابو داؤد، باب ما یقول اذا هاجت الريح–٥٠٩٧)

⑱ بخار کو بھی برا کہنا منع ہے۔(ابن ماجہ)

⑲ جب چھوٹے بچے کی زبان چلنے لگے تو اسے پہلے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہلاؤ۔

(حصن حصين)

⑳ اور سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز سکھاؤ اور نماز پڑھنے کا حکم دو۔

㉑ اور جب اولاد دس سال کی ہو جائے تو ان کو نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستر الگ الگ کر دو(ترمذی، کتاب الصلاة باب متى يؤمر الصبي بالصلاة–٤٠٧)

㉒ جب شام کا وقت ہو جائے تو اپنے بچوں کو (باہر نکلنے سے) روک لو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔ پھر جب رات کا کچھ ابتدائی حصہ گزر جائے تو

بچوں کو باہر جانے کی اجازت دے دو۔

(۴۳) اور رات کو اللہ کا نام لے کر دروازے بند کر دو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور مشکیزوں کو تسموں سے باندھ دو۔

(۴۴) اور اللہ کا نام لے کر اپنے برتنوں کو ڈھانک دو۔ اگر ڈھانکنے کو کچھ بھی نہ ملے تو کم از کم برتن کے اوپر ایک لکڑی ہی رکھ دو۔

(بخاری، مسلم، کتاب الاشربة - ۵۲۵۰)

ایک روایت میں برتنوں کے ڈھانکنے اور مشکیزوں کو تسمہ لگانے کی وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے۔ (یعنی عمومی مرض، طاعون وغیرہ) یہ وبا جس ایسے برتن پر گزرتی ہے جس پر ڈھکن نہ ہو یا ایسے مشکیزے پر جو تسمے سے بندھا ہوا نہ ہو تو اس وبا کا کچھ حصہ ضرور اس برتن اور مشکیزے میں نازل ہو جاتا ہے۔ (مسلم، کتاب الاشربة - ۵۲۵۵)

جب رات کو لوگوں کا چلنا پھرنا بند ہو جائے (یعنی راستوں اور گلی کوچوں میں آمد ورفت بند ہو جائے) تو ایسے وقت میں باہر کم نکلو۔ اللہ جل شانہ انسانوں کے علاوہ اپنی دوسری مخلوق میں سے جسے چاہتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ (یعنی شیاطین کو گھومنے کی آزادی دے دی جاتی ہے) جس کی وجہ سے وہ پھیل جاتے ہیں (مسند احمد ۳/۳۰۷ مستدرک الحاکم برقم ۱۵۸۴) ان باتوں کو یاد کرو بچوں اور بچیوں کو یاد کراؤ اور ان سب کو عمل میں لاؤ۔

کسی کا ہدیہ حقیر نہ جانو

ہدیہ لینے دینے میں بھی شیطان بہت سے رخنے ڈال دیتا ہے اور ایسی نفسانیت کی باتیں سمجھاتا ہے جو ہدیہ دینے سے باز رکھتی ہیں، چنانچہ بہت سی عورتوں پر یہ نفسانیت سوار ہو جاتی ہے اور کہتی ہیں کہ ذرا سی چیز کا کیا دینا؟ کسی کو کچھ دے تو ٹھکانے کی چیز تو

دے دو، جلیبی کیا بھیجیں کوئی کیا کہے گا؟ اس سے تو نہ بھیجنا ہی بہتر ہے۔

اسی طرح ہدیہ قبول کرنے میں بھی شیطان چھوٹائی بڑائی کا سوال سُجھا دیتا ہے، اگر کسی پڑوسن نے معمولی چیز ہدیہ میں بھیج دی تو کہتی ہیں کہ نگوڑی نے کیا بھیجا ہے، نہ اپنی حیثیت کا خیال کیا نہ ہماری عزت کا، بھیجنے میں شرم بھی نہ آئی۔ گویا بھیجنے کا شکریہ تو درکنار طعن و تشنیع کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے اور کئی کئی دِن غیبتیں ہوتی رہتی ہیں اگر کئی سال کے بعد کسی بات پر اَن بن ہوگئی تو یہ بات بھی دہرائی جاتی ہے کہ تو نے کیا بھیجا تھا، ذرا سی کڑھی میں ایک پھلکی ڈال کر۔

قربان جایئے اس حکیم و معالج ﷺ کے جس کو خالقِ کائنات جل مجدہٗ نے دلوں کی بیماریوں سے آگاہ فرمایا، اور ساتھ ہی ان کے علاج بھی بتائے، معالج نے دکھتی رَگ پر ہاتھ رکھا اور اندر کا چور پکڑا اور فرمایا:

"کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کے لئے کسی چیز کے ہدیہ کو حقیر نہ جانے"

(بخاری، کتاب الادب، باب لا تحقرن جارة لجارتها-۶۰۱۷)

اللہ اللہ کیسا جامع جملہ ہے۔ حدیث کی شرح لکھنے والے عالموں نے بتایا ہے کہ حدیثِ بالا کے الفاظ سے دونوں طرح کا مطلب نکل سکتا ہے، دینے والی دیتے وقت کم نہ سمجھے جو میسر ہو دے دے اور جس کے پاس پہنچے وہ بھی حقیر نہ جانے خواہ کیسا ہی کم اور معمولی ہدیہ ہو۔

بطورِ مثال حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر بکری کا کھر ہی ایک عورت دوسری عورت کے پاس بھیج سکتی ہو تو بھیجنے والی کم سمجھ کر رُک نہ جائے اور دوسری عورت اس کے قبول کرنے کو اپنی کسرشان نہ سمجھے۔ ہر چھوٹا بڑا ہدیہ بشاشت سے قبول کرو اور دل و زبان سے شکر ادا کرو۔ بھیجنے والی کے لئے دُعا کرو، اللہ سے اس کے لئے برکت کی دُعا مانگو۔

(اصلاحی مضامین، صفحہ ۸۶، جلد ۱)

سچائی اختیار کرنے والوں کو بہت بڑی خوشخبری ہے

دین اسلام میں صدق یعنی سچائی کی بہت بڑی اہمیت ہے، سورۂ زمر میں ارشاد ہے:

وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ.

(سورۂ زمر، آیت: ۳۳)

"اور جو شخص سچ لے کر آیا اور سچ کی تصدیق کی یہ لوگ متقی ہیں"

اس آیت میں سچائی اختیار کرنے والوں کی تعریف فرمائی ہے اور انہیں صفت تقویٰ سے متصف بتایا ہے۔ سورۂ حجرات میں فرمایا ہے:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ لَمْ یَرْتَابُوْا وَجَاھَدُوْا بِاَمْوَالِھِمْ وَاَنْفُسِھِمْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ.

"بلاشبہ مؤمن وہ لوگ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک نہیں کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو سچے ہیں"

اس میں یہ بتادیا کہ ایمان میں سچائی ہونا لازم ہے۔ اگر دین کی کسی بات کو نہ مانا یا عقائد دینیہ کے کسی عقیدہ میں شک کیا تو وہ لوگوں کے سامنے بظاہر مسلمان ہونے کا دعویٰ کردے گا لیکن ایمان میں شک ہونے کی وجہ سے اللہ کے ہاں مؤمن نہ ہوگا، بلکہ منافق ہوگا کیونکہ اس کے ایمان میں سچائی نہیں ہے۔ پھر عملی طور پر بھی ایمان کے تقاضوں کو پورا کر کے دکھانا لازم ہے، اللہ کی راہ میں مالوں سے، جانوں سے جہاد کریں، اور یہ سب کچھ دل کی گہرائی سے پوری سچائی کے ساتھ ہو۔ اللہ کی خوشنودی کے لئے نہ جان جانے کی پرواہ ہو نہ مال خرچ ہونے سے نفس میں کوئی ہچکچاہٹ اور چبھن محسوس ہوتی ہو۔

جو بھی عمل کریں اس میں نیت کی سچائی ہو یعنی صرف اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت ہو، بندوں کو معتقد بنانا، ان سے تعریف کروانا، اعمالِ صالحہ کے ذریعہ دنیا طلب کرنا اور مال حاصل کرنا مقصود نہ ہو۔ جیسی عبادت مخلوق کے سامنے کرے جو خالص اللہ کے لئے ہو ایسی ہی عبادت تنہائی میں کرے۔ ایسا نہ کرے کہ لوگوں کے سامنے لمبی اور اچھی نماز پڑھے اور تنہائی میں نماز پڑھے تو جلدی جلدی نمٹا دے۔ نہ رکوع وسجدہ ٹھیک ہو، نہ تلاوت صحیح ہو، نہ خشوع و خضوع ہو۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جب بندہ ظاہر میں نماز پڑھتا ہے اور اچھی نماز پڑھتا ہے اور پھر علیحدہ تنہائی میں نماز پڑھتا ہے تب بھی اچھی طرح نماز پڑھتا ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: هٰذَا عَبْدِیْ حَقًّا (کہ سچ مچ یہ میرا بندہ ہے) (رواه ابن ماجه، كما فى المشكوٰة، صفحه ٤٥٥)

حضرت شیخ سعدیؒ نے گلستاں میں ایک قصہ لکھا ہے کہ ایک صاحب جو بزرگ سمجھے جاتے تھے، اپنے ایک لڑکے کے ساتھ بادشاہ کے یہاں مہمان ہوئے، وہاں اُنہوں نے نماز لمبی پڑھی اور کھانا کم کھایا، جب واپس گھر آئے تو اہل خانہ سے کھانا طلب کیا۔ لڑکے نے کہا کہ ابا جان نماز بھی دوبارہ پڑھئے کیونکہ جیسے وہاں کھانا کم کھانا اللہ تعالیٰ کے لئے نہ تھا ایسے ہی لمبی نماز بھی اللہ کے لئے نہ تھی۔

جب بندہ کہتا ہے کہ اے اللہ میں تیرا بندہ ہوں اور اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَاِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ کے الفاظ زبان سے ادا کرتا ہے تو اسے ظاہر سے اور باطن سے اللہ کا ہی بندہ بننا لازم ہے۔ زبان سے اللہ کا بندہ ہونے کا دعویٰ اور عملی طور پر دنیا کا بندہ، خواہشوں کا بندہ، دینار اور درہم کا بندہ، یہ شانِ عبدیت کو زیب نہیں دیتا۔ دعوائے بندگی میں سچا ہونا لازم ہے۔

جب دُعا کرے تو دُعا میں بھی سچائی ہونی چاہئے یعنی جب یوں کہے: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں تو پوری طرح متوجہ ہو کر حقیقی سائل بن کر سوال کرے، زبان سے دُعا کے الفاظ جاری ہوں، لیکن دل غافل ہو۔ اور یہ بھی پتہ نہیں

کہ کیا مانگ رہا ہے۔ یہ سچ اور سچائی کے خلاف ہے، جب اللہ سے مغفرت کی دُعا مانگے تو سچے دل سے حضور قلب کے ساتھ مغفرت طلب کرے، ایسا نہ ہو کہ زبان سے تو یوں کہہ رہا ہو کہ میں مغفرت چاہتا ہوں لیکن دل اور کہیں لگا ہوا ہو، یہ صدق اور سچائی کے خلاف ہے۔ اسی لئے حضرت رابعہ بصریہ رحمہا اللہ نے فرمایا کہ اِسْتِغْفَارُنَا يُحْتَاجُ اِلَى اسْتِغْفَارٍ كَثِيْرٍ کہ ''ہمارا استغفار کرنا بھی صحیح استغفار نہیں ہے، اس لئے بھی استغفار کی ضرورت ہے (ذکرہ ابن الجزری فی الحصن الحصین)

اگر قسم کھائے تو اللہ کی قسم کھائے اور سچی قسم کھائے، آئندہ کسی عمل کے کرنے پر قسم کھائے تو قسم کو پورا کرے (بشرطیکہ گناہ کرنے کی قسم نہ کھائی ہو) اسی طرح سے اگر کوئی نذر مانے تو وہ بھی پوری کرے، (شرط اس میں بھی وہی ہے کہ گناہ کی نذر نہ ہو) جب کسی نیک کام کرنے کا ارادہ اور وعدہ کرے تو سچا کر دکھائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے چچا انس بن نضر غزوۂ بدر میں شریک ہونے سے رہ گئے تھے، اس کا بہت رنج ہوا، کہنے لگے: افسوس ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار مشرکین سے جنگ کی اور میں اس میں شریک نہ ہوا، اگر اللہ نے مجھے مشرکین سے قتال کرنے کا موقع دیا تو میں جان جوکھوں میں ڈال کر دکھادوں گا۔ آئندہ سال جب غزوۂ اُحد پیش آیا اور اس میں مسلمان شکست کھا گئے تو اُنہوں نے کہا کہ اے اللہ! میں مشرکین کے عمل سے براُت ظاہر کرتا ہوں اور یہ جو مسلمانوں نے شکست کھائی ان کی طرف سے معذرت پیش کرتا ہوں، اس کے بعد انہوں نے کہا کہ مجھے اُحد سے ورے جنت کی خوشبو محسوس ہو رہی ہے۔ یہ کہا اور مشرکین سے بھڑ گئے اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ شہادت کے بعد دیکھا گیا تو ان کے جسم میں تلواروں اور نیزوں کے اسّی (۸۰) سے کچھ اوپر زخم تھے۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے یہ آیت نازل فرمائی: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ، سورۂ الاحزاب، آیت: ۲۳ (مؤمنین میں سے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے اپنا عہد پورا کر دکھایا، جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا)

حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سمجھتے تھے کہ یہ آیت حضرت انس بن نضر اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی(ذکرہ السیوطی فی الدر المنثور) (جلد ۵، صفحہ ۱۹۱، وعزاہ الی الترمذی والنسائی والبیھقی فی الدلائل و رواہ البخاری مختصراً جلد۲، صفحہ ۷۰۵)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ اُحد سے فارغ ہوئے تو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو مقتول پڑا ہوا دیکھا اور آیت: رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ تلاوت فرمائی۔

(در منثور، صفحہ ۱۹۱، جلد ۱، عن الحاکم و البیھقی فی الدلائل)

سچ اور جھوٹ اقوال میں منحصر نہیں، اعمال واحوال اور لباس اور دعاوی اور عزائم ان سب میں سچ اور جھوٹ کی شان پیدا ہوجاتی ہے۔ ہر مؤمن بندہ اپنی نگرانی کرے اور سچ ہی کو اختیار کرے اور ہر طرح کے جھوٹ سے بچے۔ جو شخص عالم نہ ہو طرزِ گفتگو سے ظاہر نہ کرے کہ میں عالم ہوں۔ اگر کوئی شخص عالم بھی ہو اور مسئلہ معلوم نہ ہو تو اٹکل سے مسئلہ نہ بتائے۔ کیونکہ اس میں اس کا دعویٰ ہے کہ میں جانتا ہوں اور یہ دعویٰ جھوٹا ہے۔ پھر اٹکل سے بتانے میں غلطی ہوجاتی ہے اس میں اپنا بھی نقصان ہے اور سوال کرنے والے کو بھی دھوکہ دینا ہے اور گمراہ کرنا ہے۔

اگر کسی کے پاس مال یا علم وعمل کا کمال نہ ہو تو اپنی حقیقی حالت کے خلاف ظاہر نہ کرے، کیونکہ یہ صدق وسچائی کے خلاف ہے۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میری ایک سوکن ہے اگر میں جھوٹ موٹ (اسے جلانے کے لئے) یوں کہہ دوں کہ شوہر نے مجھے بہت کچھ دیا ہے اور حقیقت میں نہ دیا ہو تو کیا اس میں کچھ گناہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ يُعْطَ كَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ

۲۸۱، از: بخاری، کتاب النکاح باب المتشبع بما لم ینل... الخ -۵۲۱۹ و مسلم)
کہ جس شخص نے جھوٹ موٹ یہ ظاہر کیا کہ مجھے یہ چیز دی گئی ہے حالانکہ وہ اسے نہیں دی گئی اس کی ایسی مثال ہے جیسے جھوٹ کے دو کپڑے پہن لئے۔ (یعنی سر سے پاؤں تک وہ جھوٹا ہی جھوٹا ہو گیا) اس حدیث کا مفہوم بہت عام ہے ہر قسم کے جھوٹے دعویداروں کو شامل ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی جانوں کی طرف سے مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔

① جب بولو تو سچ بولو ② وعدوں کو پورا کرو ③ جو امانتیں تمہارے پاس رکھی جائیں انہیں ادا کرو ④ اپنی شرم کی جگہوں کی حفاظت کرو ⑤ اپنی نظر کو نیچا کرو۔ ⑥ اپنے ہاتھوں کو (ظلم اور زیادتی سے) بچائے رکھو۔

(مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ٤١٥)

عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک دن میری والدہ نے مجھے بلایا، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے۔ میری والدہ نے کہا، آ میں تجھے دے رہی ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اسے کیا چیز دینے کا ارادہ کیا تھا؟ اُنہوں نے کہا کہ میں نے کھجور دینے کا ارادہ کیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو اسے کچھ بھی نہ دیتی تو تیرے اعمال نامہ میں ایک جھوٹ لکھا جاتا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ٤١٦)

اس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو راضی کرنے کے لئے بھی جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کا راستہ دکھاتا ہے۔ اور بے شک نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور انسان برابر سچ اختیار کرتا ہے اور سچ ہی پر عمل کرنے

کی فکر کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صدیق (بہت سچا) لکھ دیا جاتا ہے۔ اور ایک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ جھوٹ کو اختیار کرتا ہے اور جھوٹ ہی کے لئے فکرمند رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک کذّاب (بہت جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے۔

(رواہ البخاری، کتاب الادب باب قول اللّٰہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنو اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصادقین و مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تیرے اندر چار خصلتیں ہوں تو ساری دنیا بھی تجھ سے جاتی رہے تو کوئی ڈر نہیں۔

① امانت کی حفاظت ② بات کی سچائی۔ ③ اخلاق کی خوبی۔ ④ لقمہ کی پاکیزگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۴۴۵)

صادقین اور صالحین کی مصاحبت کی بھی ضرورت ہے، اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے صادقین اور صالحین کی مصاحبت کی فکر کریں، اُن کے ساتھ رہیں اور اُن کی کتابیں پڑھیں، کتاب بھی بہترین ساتھی ہے مگر کتاب معتبر ہو، اچھائی سکھاتی ہو اور معتبر علماء کی لکھی ہوئی ہو۔ سورۂ توبہ آیت: ۱۱۹ میں فرمایا:

يَآ أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۝

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''

حضراتِ مفسرین کرام نے اس کا ایک مطلب تو یہ لکھا ہے کہ كُوْنُوْا مِثْلَهُمْ فِي الصِّدْقِ کہ جو سچے لوگ ہیں انہی کی طرح ہو جاؤ یعنی ایمان اور اعمال و اقوال میں صدق کو اختیار کرو اور صادقین کی راہ پر چلو اور دوسرا مطلب جو ظاہری الفاظ سے متبادر ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ صادقین کی صحبت اختیار کرو۔

جو اچھوں کی صحبت اُٹھائے گا، اس میں خوبی پیدا ہوگی اور جو بُروں کی صحبت میں رہے گا اس میں برائیاں آتی چلی جائیں گی اور اس کا نفس انہی برائیوں سے مانوس

ہو جائے گا۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّلَا يَأْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ.

''صرف مؤمن کی صحبت اختیار کر اور تیرا کھانا (یعنی طعام ضیافت) متقی کے سوا کوئی نہ کھائے'' (رواہ الترمذی، کتاب الزھد، باب صحبة المومن-۲۳۹۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے، سو تم میں سے ہر شخص غور کرے کہ اس کی دوستی کس سے ہے؟ اگر اچھے لوگوں سے دوستی ہے تو وہ اچھا ہے اگر برے لوگوں سے دوستی ہے تو سمجھ لے کہ برا آدمی ہے۔

(رواہ الترمذی، کتاب الزھد، باب حدیث الرجل علی دین خلیله-۲۳۷۸)

پس ہر شخص کو معاشرت کے لئے اُٹھنے بیٹھنے کے لئے، مسافرت کے لئے اور مصاحبت کے لئے اور مجالست کے لئے صادقین کی صحبت اختیار کرنا لازم ہے، جیسے ساتھی ہوں گے ویسا ہی خود ہو جائے گا اور یہ ایسی چیز ہے جس کا عموماً مشاہدہ ہوتا رہتا ہے۔ آیت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ سچوں کے ساتھ ہونے میں تقویٰ کی صفت سے بھی متصف ہوں گے کیونکہ تقویٰ کا حکم دینے کے بعد سچوں کے ساتھ ہونے کا حکم دیا ہے۔

سورۂ مائدہ، آیت:۱۱۹ میں فرمایا:

''قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ o''

''اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے یہ وہ دن ہے کہ جو لوگ سچے تھے ان کا سچا ہونا ان کے کام آئے گا، ان کو باغ ملیں گے جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ تعالیٰ ان سے راضی اور خوش ہے اور یہ اللہ تعالیٰ سے راضی

اور خوش ہیں، یہ بڑی بھاری کامیابی ہے"

سچائی اختیار کرنے والوں کو بہت بڑی خوشخبری ہے جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنَ الصَّادِقِيْنَ (اصلاحی مواعظ، صفحہ ۱۵۵-۱۶۰)

اولاد کی پرورش اس طرح کیجئے

① اولاد کو خدا کا انعام سمجھئے اور خوشی منایئے

اولاد کو خدا کا انعام سمجھئے، ان کی پیدائش پر خوشی منایئے۔ ایک دوسرے کو مبارکباد دیجئے۔ خیر و برکت کی دُعاؤں کے ساتھ استقبال کیجئے اور خدا کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کو اپنے ایک بندے کی پرورش کی توفیق بخشی اور یہ موقع فراہم فرمایا کہ آپ اپنے پیچھے اپنے دین و دنیا کا جانشیں چھوڑ جائیں۔

② اولاد نہ ہوتو خدا سے دعا کیجئے

اولاد نہ ہوتو خدا سے صالح اولاد کے لئے دُعا کیجئے، جس طرح خدا کے برگزیدہ پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام نے صالح اولاد کے لئے دُعا فرمائی:

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَاءِ (آل عمران، آیت:۳۸)

"میرے رب! تو اپنے پاس سے مجھے پاک باز اولاد عطا فرما۔ بیشک تو دُعا کا سننے والا ہے"

③ اولاد کی پیدائش کو بوجھ نہ سمجھئے

اولاد کی پیدائش پر کبھی دل تنگ نہ ہو، معاشی تنگی یا صحت کی خرابی یا کسی اور وجہ

سے اولاد کی پیدائش پر کڑھنے یا اس کو اپنے حق میں ایک مصیبت سمجھنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔

(۴) اولاد کو ضائع کرنا بھیانک ظلم ہے

اولاد کو کبھی ضائع نہ کیجئے۔ پیدا ہونے سے پہلے یا پیدا ہونے کے بعد اولاد کو ضائع کرنا بدترین سنگ دلی، بھیانک ظلم، انتہائی بزدلی اور دونوں جہاں کی تباہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ قَتَلُوْٓا اَوْلَادَهُمْ سَفَهًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ.

(الانعام، آیت: ۱۴۰)

''وہ لوگ انتہائی گھاٹے میں ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو ناسمجھی میں اپنی حماقت سے موت کے گھاٹ اُتار دیا۔''

اور خدا نے انسانی کوتاہ نظری کا دل نشین جواب دیتے ہوئے صاف صاف ممانعت فرمائی ہے کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کرو۔

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ، نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ، اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا. (بنی اسرائیل، آیت: ۳۱)

''اور اپنی اولاد کو فقر و فاقے کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ہم ان کو بھی رزق دیں گے اور ہم ہی تمہیں بھی رزق دے رہے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اولاد کا قتل کرنا بہت بڑا گناہ ہے''

ایک بار ایک صحابی نے دریافت کیا، یارسول اللہ ﷺ! سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ فرمایا: شرک پوچھا، اس کے بعد، فرمایا، تم اپنی اولاد کو اس ڈر سے مار ڈالو کہ وہ تمہارے ساتھ کھائے گی۔

(بخاری، کتاب الادب، باب قتل الولد خشیة ان یاکل معه – ۶۰۰۱)

⑤ ولادت والی عورت کے پاس آیۃ الکرسی، سورۂ اعراف کی مندرجہ ذیل دو آیتیں، سورۂ فلق، سورۂ ناس پڑھ کر دم کیجئے

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ج اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ج لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ ط لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ط مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ ط یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ وَمَا خَلْفَھُمْ ج وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ ج وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ج وَلَا یَئُوْدُہٗ حِفْظُھُمَا ج وَھُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○ (سورۃ البقرۃ: آیت ۲۵۵)

"خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ زندہ و جاوید، نظامِ کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے۔ نہ وہ سوتا ہے اور نہ اُسے اونگھ آتی ہے۔ آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اسی کا ہے، کون ہے جو اس کی جناب میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے، جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ ان سے اوجھل ہے۔ اس سے بھی وہ واقف ہے اور انسان اس کے علم میں سے کسی بات کا بھی احاطہ نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ جتنا علم وہ خود انسان کو دینا چاہے، اُس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی حفاظت و نگہبانی اس کے لئے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں۔ وہ بڑا ہی بلند مرتبہ اور صاحبِ عظمت ہے"

سورۂ اعراف کی دو آیتیں یہ ہیں:

اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ قف یُغْشِی الَّیْلَ النَّھَارَ یَطْلُبُہٗ حَثِیْثًا لا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ م بِاَمْرِہٖ ط اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ط تَبٰرَکَ اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ○ اُدْعُوْا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَۃً ط اِنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ ○

(سورۃ الاعراف: آیات ۵۴ — ۵۵)

''حقیقت یہ ہے کہ خدا ہی تمہارا پروردگار ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، پھر اپنے تختِ حکومت پر جلوہ گر ہوا۔ وہی رات کو دن پر ڈھانپ دیتا ہے اور پھر دن رات کے پیچھے دوڑا چلا آتا ہے، اُسی نے سورج، چاند اور تارے پیدا کئے جو اُس کے حکم سے کام میں لگے ہوئے ہیں، سن رکھو اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور اسی کا حق ہے حکم دینا۔ پس کیا ہی برکت والا ہے خدا سارے جہانوں کا مالک اور پروردگار۔ اپنے رب کو پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، بے شک وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ٥ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ٥ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ٥ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ٥ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ٥

''تو کہہ میں پناہ میں آیا صبح کے رب کی ہر چیز کی بدی سے جو اُس نے بنائی اور بدی سے اندھیرے کی جب سمٹ آئے اور بدی سے عورتوں کی جو گرہوں میں پھونک ماریں اور بدی سے برا چاہنے والے کی جب لگے ٹوک لگانے''

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ٥ مَلِكِ النَّاسِ٥ اِلٰهِ النَّاسِ٥ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ٥ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ٥ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ٥

''تو کہہ میں پناہ میں آیا لوگوں کے رب کی لوگوں کے بادشاہ کی لوگوں کے معبود کی بدی سے اُس کی جو پھسلائے اور چھپ جائے وہ جو خیال ڈالتا ہے لوگوں کے دل میں''

(۶) نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہئے

ولادت کے بعد نہلا دُھلا کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہئے۔ جب حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے کان میں اذان و اقامت فرمائی۔ (طبرانی)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس کے یہاں بچے کی ولادت ہو اور وہ اس بچے کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے تو بچہ اُمُّ الصِّبْیَان کی تکلیف سے محفوظ رہے گا۔ (ابویعلٰی، ابن سنی)

پیدا ہوتے ہوئے بچے کے کان میں خدا اور رسول کا نام پہنچانے میں بڑی حکمت ہے۔ علامہ ابن قیم اپنی کتاب ''تحفۃ الودود'' میں فرماتے ہیں:

''اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے کان میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کی آواز پہنچے۔ اور جس شہادت کو وہ شعوری طور پر ادا کرنے کے بعد داخل اسلام ہوگا اس کی تلقین پیدائش کے دن ہی سے کی جائے۔ اذان اور اقامت کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ شیطان جو گھات میں بیٹھا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی انسان کو آزمائش میں مبتلا کر دے۔ اذان سنتے ہی بھاگ جاتا ہے اور شیطان کی دعوت سے پہلے بچے کو اسلام اور عبادتِ الٰہی کی دعوت دے دی جاتی ہے۔

⑦ نومولود کے لئے کسی مردِ صالح سے تحنیک کروایئے

اذان و اقامت کے بعد کسی نیک مرد یا عورت سے کھجور چبوا کر بچے کے تالو میں لگوایئے اور بچے کے لئے خیر و برکت کی دُعا کروایئے۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جب پیدا ہوئے تو میں نے ان کو نبی ﷺ کی گود میں دیا۔ آپ ﷺ نے خرما منگوایا اور چبا کر لعابِ مبارک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے منہ میں لگا دیا۔ اور خرما ان کے تالو میں ملا اور خیر و برکت کی دُعا فرمائی۔

(مسلم، کتاب الآداب – ۵۶۱۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ کے یہاں بچے لائے جاتے تھے۔ آپ ﷺ تحنیک فرماتے اور اُن کے حق میں خیر و برکت کی دُعا کرتے۔

(مسلم–۵۶۱۹)

﴿تحنیک کہتے ہیں کھجور وغیرہ کو چبا کر خوب نرم کر کے بچے کے تالو میں لگانے کو﴾

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں بچے کی ولادت ہوئی تو آپ نے اُس کی تحنیک کے لئے مکے کی کھجور منگوائی جو آپ کے گھر میں موجود تھی اور ایک نیک بی بی اُم علی رحمۃ اللہ علیہا سے تحنیک کے لئے درخواست کی۔

⑧ بچہ کے لئے بہتر نام تجویز کیجئے

بچے کے لئے اچھا سا نام تجویز کیجئے جو یا تو پیغمبروں کے نام پر ہو یا خدا کے نام سے پہلے عبد لگا کر ترکیب دیا گیا ہو۔ جیسے عبداللہ، عبدالرحمٰن وغیرہ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، قیامت کے روز تمہیں اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا، اس لئے بہتر نام رکھا کرو۔

(ابو داؤد، کتاب الادب باب فی تغییر الاسماء-۴۹۴۸)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ خدا کو تمہارے ناموں میں سے عبداللہ اور عبدالرحمٰن سب سے زیادہ پسند ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ انبیاء کے ناموں پر نام رکھو (مسلم، کتاب الاداب-۵۵۸۷-۵۵۹۸) اور (''مسلم-۵۵۸۶'') میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میرے نام پر نام رکھو، میری کنیت پر مت رکھو۔

⑨ بچہ کا غلط نام رکھا ہے تو بدل کر اچھا نام رکھئے

اگر کبھی لاعلمی میں غلط نام رکھ دیا ہو تو اُس کو بدل کر اچھا نام رکھ دیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غلط نام کو بدل دیا کرتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک صاحبزادی کا نام عاصیہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر جمیلہ رکھ دیا۔

(ابو داؤد باب فی تغییر الاسم القبیح - ۴۹۵۲)

حضرت زینب، ابوسلمۃ رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں، ان کا نام برّہ تھا۔ برّہ کے معنی ہیں پاکباز۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا کہ خود ہی اپنی پاکبازی کا دَم بھرتی ہو۔ لوگوں نے کہا پھر کیا نام رکھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زینب نام رکھو۔

(ابو داؤد، باب فی تغییر الاسم القبیح-۴۹۵۳)

⑩ بچہ کا عقیقہ کیجئے اور مونڈے ہوئے بالوں کے برابر سونا یا چاندی خیرات کیجئے

ساتویں دن عقیقہ کیجئے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا کیجئے۔ لیکن لڑکے کی طرف سے دو بکرے کرنا ضروری نہیں ہے، ایک بکرا بھی کر سکتے ہیں۔ اور بچے کے بال منڈوا کر اس کے برابر سونا یا چاندی خیرات کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ ساتویں روز بچے کا نام تجویز کیا جائے اور اس کے بال اُتروا کر اُس کی طرف سے عقیقہ کیا جائے۔

(ترمذی، باب من العقیقة و باب ما جاء فی العقیقة و باب العقیقة بشاة)

ساتویں دن ختنہ بھی کرادیجئے۔ لیکن کسی وجہ سے نہ کرائیں تو سات سال کی عمر کے اندر اندر ضرور کرائیں۔ ختنہ اسلامی شعار ہے۔

⑪ بچہ جب بولنے لگے تو سب سے پہلے کلمہ سکھایئے

جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اس کو کلمہ ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' سکھایئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو اس کو ''لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' سکھا دو۔ اور جب دودھ کے دانت گر جائیں تو نماز کا حکم دو'' (ابن سنی)

اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضور ﷺ کے خاندان میں جب کسی بچہ کی زبان کھل جاتی تو آپ ﷺ اس کو سورۃ الفرقان کی دوسری آیت سکھاتے، جس میں توحید کی پوری تعلیم کو بڑی خوبی کے ساتھ سمیٹ دیا گیا ہے:

اَلَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا ○ (سورۂ فرقان، آیت ۲)

''وہ خدا جو آسمانوں اور زمین کی بادشاہی کا مالک ہے جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا ہے، جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں ہے، جس نے ہر چیز کی تخلیق کی اور پھر اس کی موزوں تقدیر مقرر فرمائی'' (مصنف ابن ابی شیبة ۱ / ۳۰۶)

⑫ ماں بچہ کو اپنا دودھ بھی پلاوے

بچے کو اپنا دودھ بھی پلایئے، ماں پر بچے کا یہ حق ہے، قرآن نے اولاد کو ماں کا یہی احسان یاد دلا کر ماں کے ساتھ غیر معمولی حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ ماں کا فرض یہ ہے کہ وہ بچے کو اپنے دودھ کے ایک ایک قطرے کے ساتھ توحید کا درس، رسول ﷺ کا عشق اور دین کی محبت بھی پلائے اور اس محبت کو اس کے قلب و روح میں بسانے کی کوشش کرے۔ پرورش کی ذمہ داری بابا پر ڈال کر اپنا بوجھ ہلکا نہ کیجئے بلکہ اس خوشگوار دینی فریضہ کو انجام دے کر روحانی سکون اور سرور محسوس کیجئے۔

⑬ بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کیجئے

بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کیجئے۔ ابتدائی عمر کا یہ ڈر ساری زندگی ذہن و دماغ پر چھایا رہتا ہے اور ایسے بچے بالعموم زندگی میں کوئی بڑا کارنامہ انجام دینے کے لائق نہیں رہتے۔

⑭ اولاد کو بات بات پر جھڑکنے سے سختی سے پرہیز کیجئے

اولاد کو بات بات پر ڈانٹنے، جھڑکنے اور برا بھلا کہنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے

اور ان کی کوتاہیوں پر بے زار ہونے اور نفرت کا اظہار کرنے کے بجائے حکمت وسوز کے ساتھ ان کی تربیت کرنے کی محبت آمیز کوشش کیجئے، اور اپنے طرزِ عمل سے بچوں کے ذہن پر یہ خوف بہرحال غالب رکھئے کہ ان کی کوئی خلاف شرع بات آپ ہرگز برداشت نہ کریں گے۔

⑮ اولاد کے ساتھ ہمیشہ نرمی کا برتاؤ کیجئے

اولاد کے ساتھ ہمیشہ، شفقت، محبت، نرمی کا برتاؤ کیجئے اور حسب ضرورت و حیثیت ان کی ضروریات پوری کر کے ان کو خوش رکھئے اور اطاعت وفرمانبرداری کے جذبات اُبھاریئے۔

ایک بار حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے احنف بن قیس رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کہئے اولاد کے سلسلے میں کیا سلوک ہونا چاہئے؟ احنف بن قیس رضی اللہ عنہ نے کہا:

امیر المؤمنین! اولاد ہمارے قلوب کا ثمرہ ہے، کمر کی ٹیک ہے، ہماری حیثیت ان کے لئے زمین کی طرح ہے جو نہایت نرم اور بے ضرر ہے اور ہمارا وجود ان کے لئے سایہ فگن آسمان کی طرح ہے اور ہم انہی کے ذریعہ بڑے بڑے کام انجام دینے کی ہمت کرتے ہیں۔ پس اگر وہ آپ سے کچھ مطالبہ کریں تو اُن کو خوب دیجئے اور اگر کبھی گرفتہ دل ہوں تو ان کے دلوں کا غم دور کیجئے۔ نتیجہ میں وہ آپ سے محبت کریں گے، آپ کی پدرانہ کوششوں کو پسند کریں گے اور کبھی ان پر نا قابل برداشت بوجھ نہ بنئے کہ وہ آپ کی زندگی سے اُکتا جائیں اور آپ کی موت کے خواہاں ہوں، آپ کے قریب آنے سے نفرت کریں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، یہ حکیمانہ باتیں سن کر بہت متاثر ہوئے اور فرمایا:

احنف! خدا کی قسم جس وقت آپ میرے پاس آ کر بیٹھے، میں یزید کے خلاف غصے میں بھرا بیٹھا تھا۔

پھر جب حضرت احنف تشریف لے گئے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور یزید سے راضی ہو گئے اور اسی وقت یزید کو دو سو درہم اور دو سو جوڑے بھجوائے۔ یزید کے پاس جب یہ تحفے پہنچے تو یزید نے یہ تحفے دو برابر حصوں میں تقسیم کر کے سو درہم اور سو جوڑے حضرت احنف بن قیس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھجوا دیئے۔

⑯ چھوٹے بچوں سے پیار کیجئے

چھوٹے بچوں پر شفقت کا ہاتھ پھیریئے، بچوں کو گود میں لیجئے، پیار کیجئے اور ان کے ساتھ خوش طبعی کا سلوک کیجئے۔ ہر وقت تند خو اور سخت گیر حاکم نہ بنے رہئے، اس طرزِ عمل سے بچوں کے دل میں والدین کے لئے والہانہ جذبۂ محبت بھی پیدا نہیں ہوتا۔ ان کے اندر خود اعتمادی بھی پیدا نہیں ہوتی اور ان کی فطری نشو ونما پر بھی خوشگوار اثر نہیں پڑتا۔

ایک مرتبہ اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو پیار کر رہے تھے۔ اقرع رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر تعجب ہوا اور بولے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی بچوں کو پیار کرتے ہیں۔ میرے تو دس بچے ہیں لیکن میں نے تو کبھی کسی ایک کو بھی پیار نہیں کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اقرع رضی اللہ عنہ کی طرف نگاہ اُٹھائی اور فرمایا: اگر خدا نے تمہارے دل سے رحمت و شفقت کو نکال دیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ (بخاری، باب رحمة الولد و تقبیله و معانقة-۵۹۹۷)

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دَور میں حضرت عامر رضی اللہ عنہ کسی اہم عہدے پر تھے۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملنے کے لئے ان کے گھر پہنچے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لیٹے ہوئے ہیں اور بچے سینے پر چڑھے ہوئے کھیل رہے ہیں۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ کو یہ بات کچھ گراں گزری۔ امیر المؤمنین نے پیشانی کے اُتار چڑھاؤ سے ان کی ناگواری کو بھانپ لیا اور حضرت عامر رضی اللہ عنہ سے بولے۔ کہئے

آپ کا اپنے بچوں کے ساتھ کیسا برتاؤ رہتا ہے۔

عامر رضی اللہ عنہ کو موقع مل گیا۔ بولے امیر المؤمنین! جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو گھر والوں پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے۔ سب اپنی اپنی جگہ دَم سادھ کر چپ ہو جاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بڑے سوز کے ساتھ کہا:

''عامر رضی اللہ عنہ! آپ اُمت محمد یہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند ہوتے ہوئے یہ نہیں جانتے کہ مسلمانوں کو اپنے گھر والوں کے ساتھ کس طرح نرمی اور محبت کا سلوک کرنا چاہئے۔

⑰ اولاد کو پاکیزہ تعلیم و تربیت سے مزین کیجئے

اولاد کو پاکیزہ تعلیم و تربیت سے آراستہ کرنے کے لئے اپنی کوشش وقف کر دیجئے اور اس راہ میں بڑی سے بڑی قربانی سے بھی دریغ نہ کیجئے یہ آپ کی دینی ذمہ داری بھی ہے، اولاد کے ساتھ عظیم احسان بھی اور اپنی ذات کے ساتھ سب سے بڑی بھلائی بھی۔ قرآن میں ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (سورۂ تحریم، آیت:٦)

''مومنو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے''

اور جہنم کی آگ سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ آدمی دین کے ضروری علم سے بہرہ مند ہو اور اس کی زندگی خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزر رہی ہو۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر عطیہ اولاد کی اچھی تعلیم و تربیت ہے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی ادب الولد–١٩٥٢)

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ جب انسان مر جاتا ہے تو اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر تین قسم کے اعمال ایسے ہیں کہ ان کا اجر وثواب مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا

ہے۔ایک یہ کہ وہ صدقۂ جاریہ کر جائے، دوسرے یہ کہ وہ ایسا علم چھوڑ جائے جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں۔تیسرے صالح اولاد جو باپ کے لئے دُعا کرتی رہے۔

(ابن ماجہ، کتاب العلم باب ثواب معلم الناس)

دراصل اولاد ہی آپ کے بعد آپ کی تہذیبی روایات، دینی تعلیمات اور پیغامِ توحید کو زندہ رکھنے کا ذریعہ ہے اور مؤمن نیک اولاد کی آرزوئیں اسی لئے کرتا ہے تاکہ وہ اس کے بعد اس کے پیغام کو زندہ رکھ سکے۔

⑱ بچوں کو سات (۷) سال کا ہونے پر نماز سکھایئے

بچے جب سات (۷) سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز سکھایئے۔نماز پڑھنے کی تلقین کیجئے اور اپنے ساتھ مسجد لے جا کر شوق پیدا کیجئے اور جب وہ دس (۱۰) سال کے ہو جائیں اور نماز میں کوتاہی کریں تو انہیں مناسب سزا بھی دیجئے اور اپنے قول وعمل سے ان پر واضح کر دیجئے کہ نماز کی کوتاہی کو آپ برداشت نہ کریں گے بہت زیادہ نہ ماریئے بلکہ مارنے میں گرمی نرمی دونوں ہونی چاہئے۔

⑲ دس (۱۰) سالہ بچوں کے بستر الگ الگ کر دیجئے

بچے جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر الگ کر دیجئے اور ہر ایک کو الگ الگ چار پائی پر سلایئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کی تلقین کرو جب وہ سات (۷) سال کے ہو جائیں اور نماز کے لئے ان کو سزا دو جب وہ دس (۱۰) سال کے ہو جائیں اور اس عمر کو پہنچنے کے بعد ان کے بستر الگ کر دو'' (ابو داؤد، کتاب الصلاۃ، باب متی یؤمر الغلام بالصلاۃ-۴۹۵)

⑳ ہمیشہ بچوں کی طہارت ونظافت کا خیال رکھئے

بچوں کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھئے، ان کی طہارت، نظافت اور غسل وغیرہ کا خیال

رکھئے، کپڑے بھی پاک صاف رکھئے، البتہ زیادہ بناؤ سنگھار اور نمود و نمائش سے پرہیز کیجئے۔ لڑکی کے کپڑے بھی نہایت سادہ رکھئے اور زرق برق لباس پہنا کر بچوں کے مزاج خراب نہ کیجئے۔

(۲۱) دوسروں کے سامنے بچوں کے عیب بیان نہ کیجئے

دوسروں کے سامنے بچوں کے عیب نہ بیان کیجئے اور کسی کے سامنے ان کو شرمندہ کرنے اور ان کی عزتِ نفس کو ٹھیس لگانے سے بھی سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔

(۲۲) بچوں کے سامنے بچوں کی اصلاح سے مایوسی کا اظہار نہ کیجئے

بچوں کے سامنے کبھی بچوں کی اصلاح سے مایوسی کا اظہار نہ کیجئے بلکہ اُن کی ہمت بڑھانے کے لئے اُن کی معمولی اچھائیوں کی بھی دل کھول کر تعریف کیجئے۔ ہمیشہ ان کا دل بڑھانے اور ان میں خود اعتمادی اور حوصلہ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے تاکہ یہ کارگاہ حیات میں اونچے سے اونچا مقام حاصل کر سکیں۔

(۲۳) بچوں کو دینی قصے اور قرآن خوش الحانی سے پڑھ پڑھ کر سناتے رہیں

بچوں کو نبیوں کے قصے، صالحین کی کہانیاں اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مجاہدانہ کارنامے ضرور سناتے رہیں۔ تربیت و تہذیب، کردار سازی اور دین سے شغف کے لئے اس کو انتہائی ضروری سمجھئے اور ہزار مصروفیتوں کے باوجود اس کے لئے وقت نکالئے اکثر و بیشتر ان کو قرآن پاک بھی خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنایئے اور موقع بہ موقع نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پراثر باتیں بھی بتایئے اور ابتدائی عمر ہی سے اُن کے دلوں میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تڑپ پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔

۲۴ غریبوں کو صدقہ خیرات اپنے بچوں کے ہاتھوں دلوایئے

کبھی کبھی بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کچھ کھانا یا پیسے وغیرہ بھی دلوایئے تا کہ ان میں غریبوں کے ساتھ سلوک اور سخاوت و خیرات کا جذبہ پیدا ہو۔ اور کبھی کبھی یہ موقع بھی فراہم کیجئے کہ کھانے پینے کی چیزیں بہن بھائیوں میں خود ہی تقسیم کریں تا کہ ایک دوسرے کے حقوق کا احساس اور انصاف کی عادت پیدا ہو۔

۲۵ بچوں کی بے جا ضد پوری نہ کیجئے

بچوں کی بے جا ضد پوری نہ کیجئے بلکہ حکمت کے ساتھ اُن کی یہ عادت چھڑانے کی کوشش کیجئے۔ کبھی کبھی مناسب سختی بھی کیجئے۔ بے جالاڈ پیار سے اُن کو ضدی اور خودسر نہ بنایئے۔

۲۶ چیخنے چلانے سے خود بھی پرہیز کیجئے اور بچوں کو بھی تاکید کیجئے

کرخت آواز سے بولنے اور گلا پھاڑ کر چیخنے چلانے سے خود بھی پرہیز کیجئے اور ان کو بھی تاکید کیجئے کہ درمیانی آواز میں نرمی کے ساتھ گفتگو کریں اور آپس میں بھی ایک دوسرے پر چیخنے چلانے سے سختی کے ساتھ بچیں۔

۲۷ بچوں کو اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈلوایئے

بچوں کو عادت ڈالئے کہ اپنا کام خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ ہر کام میں نوکروں کا سہارا نہ لیں۔ اس سے بچے کاہل، سست اور اپاہج بن جاتے ہیں۔ بچوں کو جفاکش، محنتی اور سخت کوش بنایئے۔

۲۸ بچوں میں باہم لڑائی ہونے پر اپنے بچے کی بے جا حمایت نہ کیجئے

بچوں میں باہم لڑائی ہو جائے تو اپنے بچہ کی بے جا حمایت نہ کیجئے۔ یہ خیال رکھئے کہ اپنے بچہ کے لئے آپ کے سینے میں جو جذبات ہیں وہی جذبات دوسروں کے سینے

میں اپنے بچوں کے لئے ہیں۔آپ ہمیشہ اپنے بچے کے قصوروں پر نگاہ رکھئے اور ہر پیش آنے والے ناخوشگوار واقعہ میں اپنے بچہ کی کوتاہی اور غلطی کی کھوج لگا کر حکمت اور مسلسل توجہ سے اُس کو دور کرنے کی پر سوز کوشش کیجئے۔

(۲۹) اولاد کے مابین ہمیشہ برابری کا سلوک کیجئے

اولاد کے ساتھ ہمیشہ برابری کا سلوک کیجئے اور اس معاملہ میں بے اعتدالی سے بچنے کی پوری پوری کوشش کیجئے۔ اگر طبعاً کسی ایک بچے کی طرف زیادہ میلان ہو تو معذوری ہے لیکن سلوک و برتاؤ اور لین دین میں ہمیشہ انصاف اور مساوات کا لحاظ رکھئے اور کبھی بھی کسی ایک کے ساتھ ایسا امتیازی سلوک نہ کیجئے جس کو دوسرے بچے محسوس کریں۔ اس سے دوسرے بچوں میں احساسِ کمتری، نفرت، مایوسی اور آخرکار بغاوت پیدا ہوگی اور یہ برے جذبات فطری صلاحیتوں کے پروان چڑھنے میں زبردست رکاوٹ اور اخلاقی اور روحانی ترقی کے لئے سمِ قاتل ہیں۔

ایک بار حضرت نعمان رضی اللہ عنہ کے والد حضرت بشیر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو ساتھ لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوے اور کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میرے پاس ایک غلام تھا، وہ میں نے اپنے اس لڑکے کو بخش دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے اپنے ہر لڑکے کو ایک ایک غلام بخشا ہے۔ بشیر رضی اللہ عنہ بولے، نہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس غلام کو تم واپس لے لو۔ اور فرمایا خدا سے ڈرو اور اپنی اولاد کے ساتھ مساوات اور برابری کا سلوک کرو۔ اب حضرت بشیر رضی اللہ عنہ گھر واپس آئے اور نعمان سے اپنا دیا ہوا غلام واپس لے لیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’تو پھر مجھے گناہ پر گواہ نہ بناؤ میں ظلم کا گواہ نہ بنوں گا۔‘‘ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ سب لڑکے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں حضرت بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیوں نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: ''پھر ایسا کام مت کرو'' (بخاری، کتاب الھدیہ-2586 و مسلم)

(۳۰) بچوں کے سامنے ہمیشہ اچھا عملی نمونہ پیش کیجئے

بچوں کے سامنے ہمیشہ اچھا عملی نمونہ پیش کیجئے۔ آپ کی زندگی بچوں کے لئے ایک ہمہ وقتی خوش معلم ہے جس سے بچے ہر وقت پڑھتے اور سیکھتے رہتے ہیں۔ بچوں کے سامنے کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولئے۔

حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ اپنا ایک قصہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف رکھتے تھے۔ میری والدہ نے مجھے بلایا اور کہا: ''یہاں آ، میں تجھے چیز دوں گی''۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھ لیا، پوچھا تم بچے کو کیا دینا چاہتی ہو''؟ والدہ بولیں میں اس کو کھجور دینا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے والدہ سے فرمایا: ''اگر تم دینے کا بہانہ کر کے بلاتیں اور بچے کے آنے پر کچھ نہ دیتیں تو تمہارے اعمال نامہ میں یہ جھوٹ لکھ دیا جاتا'' (ابوداؤد، باب التشدید فی الکذب - ۴۹۹۱)

(۳۱) لڑکی پیدا ہونے پر بھی خوشی منایئے، لڑکے کی طرح

لڑکی کی پیدائش پر بھی اسی طرح خوشی منایئے جس طرح لڑکے کی پیدائش پر مناتے ہیں۔ لڑکی ہو یا لڑکا دونوں ہی خدا کا عطیہ ہیں اور خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آپ کے حق میں لڑکی اچھی ہے یا لڑکا۔ لڑکی کی پیدائش پر ناک بھوں چڑھانا اور دل شکستہ ہونا اطاعت شعار مومن کے لئے کسی طرح زیب نہیں دیتا۔ یہ ناشکری بھی ہے اور خدائے علیم و کریم کی توہین بھی۔

حدیث میں ہے کہ ''جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو خدا اس کے یہاں فرشتے بھیجتا ہے جو آ کر کہتے ہیں۔ اے گھر والو! تم پر سلامتی ہو''۔ وہ لڑکی کو اپنے پروں کے سائے میں لے لیتے ہیں اور اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہتے ہیں،

"یہ کمزور جان ہے جوایک کمزور جان سے پیدا ہوئی ہے، جو اس بچی کی نگرانی اور پرورش کرے گا، قیامت تک خدا کی مدد اُس کے شامل حال رہے گی" (طبرانی)

(۴۴) لڑکیوں کی تربیت و پرورش انتہائی خوش دلی سے کیجئے

لڑکیوں کی تربیت و پرورش انتہائی خوش دلی، روحانی مسرت اور دینی احساس کے ساتھ کیجئے۔ اور اُس کے صلے میں خدا سے بہشتِ بریں کی آرزو کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جس شخص نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی سرپرستی کی، انہیں تعلیم وتہذیب سکھائی اور اُن کے ساتھ رحم کا سلوک کیا۔ یہاں تک کہ خدا ان کو بے نیاز کر دے۔ تو ایسے شخص کے لئے خدا نے جنت واجب فرما دی۔ اُس پر ایک آدمی بولا، اگر دو ہی ہوں تو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، دو لڑکیوں کی پرورش کا بھی یہی صلہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر لوگ ایک کے بارے میں پوچھتے تو آپ ﷺ ایک کی پرورش پر بھی یہی بشارت دیتے۔

(ترمذی، باب ما جاء فی النفقة علی البنات والاخوات – ۱۹۱۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لئے میرے پاس آئی اور اس نے کچھ مانگا۔ میرے پاس صرف ایک ہی کھجور تھی، وہ میں نے اُس کے ہاتھ پر رکھ دی۔ اس عورت نے کھجور کے دو ٹکڑے کیئے اور آدھی آدھی دونوں بچیوں میں بانٹ دی اور خود نہ کھائی۔ اس کے بعد وہ اُٹھ کھڑی ہوئی اور باہر نکل گئی۔ اُس وقت نبی کریم ﷺ گھر تشریف لائے۔ میں نے آپ ﷺ کو یہ سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپ ﷺ نے سن کر فرمایا: جو شخص بھی لڑکیوں کی پیدائش کے ذریعے آزمایا جائے اور وہ اُن کے ساتھ اچھا سلوک کر کے آزمائش میں کامیاب ہو تو یہ لڑکیاں اُس کے لئے قیامت کے روز جہنم کی آگ سے ڈھال بن جائیں گی۔

(ترمذی باب ماجاء فی النفقة علی البنات والاخوات ۱۹۱۵)

لڑکی ضعیف جنس ہے اور اس سے کما کر دینے کی اُمیدیں بھی وابستہ نہیں ہوتی ہیں، اس لئے لڑکیاں بہت سے خاندانوں میں مظلوم و مقہور ہو کر زندگی گزارتی ہیں، ان کے واجب حقوق بھی پامال کر دیئے جاتے ہیں چہ جائیکہ ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھا برتاؤ کیا جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے لڑکیوں کی پرورش کرنے اور خیر خبر رکھنے والے کو بشارت سنائی کہ ایسا شخص دوزخ سے محفوظ رہے گا اور لڑکیوں کی یہ خدمت اس کے لئے دوزخ سے بچانے کے لئے آڑ بن جائے گی۔ اپنی لڑکی ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی یتیم بچی ہو، ان سب کی پرورش کی یہی فضیلت ہے۔ بہت سی عورتیں سوتیلی لڑکیوں پر ظلم کرتی ہیں اور بہت سے مرد اپنی بیوہ لڑکی یا غیر شادی شدہ لڑکی سے گھبرا جاتے ہیں جس کا نکاح ہونے میں کسی وجہ سے دیر ہو، اور بعض مرد نئی بیوی کی وجہ سے پہلی بیوی کی اولاد پر ظلم کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اس حدیث سے سبق حاصل کرنا لازم ہے۔ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں افضل ترین صدقہ نہ بتاؤں؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم اپنی لڑکی پر خرچ کرو جو طلاق کی وجہ سے یا بیوہ ہو کر تمہارے پاس (شوہر سے) واپس آ گئی، تمہارے علاوہ کوئی اس کے لئے کمائی کرنے والا نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۴۲۵، از ابن ماجہ، ابواب الادب باب بر الوالدو الاحسان الی البنات - ۳۶۶۷)

(۳۳) لڑکے، لڑکیوں کے مابین یکساں محبت کا اظہار کیجئے

لڑکی کو حقیر نہ جانئے، نہ لڑکے کو اس پر کسی معاملہ میں ترجیح دیجئے۔ دونوں کے ساتھ یکساں محبت کا اظہار کیجئے اور یکساں سلوک کیجئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ”جس کے ہاں لڑکی پیدا ہوئی اور اُس نے جاہلیت کے طریقے پر اُسے زندہ دفن نہیں کیا اور نہ اُس کو حقیر جانا اور نہ لڑکے کو اس کے مقابلے میں ترجیح دی اور زیادہ سمجھا تو ایسے

آدمی کو خدا جنت میں داخل کرے گا'' (ابو داؤد، باب فی فضل من عال یتامی - ۵۱٤٦)

(۳۴) جائداد میں لڑکی کا مقررہ حصہ پوری خوش دلی سے دیجئے

جائداد میں لڑکی کا مقررہ حصہ پوری خوش دلی اور اہتمام کے ساتھ دیجئے یہ خدا کا فرض کردہ حصہ ہے اس میں کمی بیشی کرنے کا کسی کو کوئی اختیار نہیں۔ لڑکی کا حصہ دینے میں حیلے کرنا یا اپنی صواب دید کے مطابق کچھ دے دلا کر مطمئن ہو جانا اطاعت شعار مومن کا کام نہیں ہے۔ ایسا کرنا خیانت بھی ہے اور خدا کے دین کی توہین بھی۔

(۳۵) مذکورہ عملی تدبیروں کے ساتھ دُعا بھی کرتے رہئے

ان تمام عملی تدبیروں کے ساتھ ساتھ نہایت سوز اور دل کی لگن کے ساتھ اولاد کے حق میں دُعا بھی کرتے رہئے۔ خدائے رحمٰن ورحیم سے توقع ہے کہ وہ والدین کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی پرسوز دُعائیں ضائع نہ فرمائے گا۔

ازدواجی زندگی اس طرح گزاریئے

اسلام جس اعلیٰ تہذیب وتمدن کا داعی ہے وہ اسی وقت وجود میں آ سکتا ہے جب ہم ایک پاکیزہ معاشرہ تعمیر کرنے میں کامیاب ہوں اور پاکیزہ معاشرے کی تعمیر کے لئے ضروری ہے کہ آپ خاندانی نظام کوزیادہ سے زیادہ مضبوط اور کامیاب بنائیں۔ خاندانی زندگی کا آغاز شوہراور بیوی کے پاکیزہ ازدواجی تعلق سے ہوتا ہے اوراس تعلق کی خوشگواری اور استواری اسی وقت ممکن ہے جب شوہراور بیوی دونوں ہی ازدواجی زندگی کے آداب وفرائض سے بخوبی واقف بھی ہوں، اوران آداب و فرائض کو بجالانے کے لئے پوری دل سوزی، خلوص اوریکسوئی کے ساتھ سرگرمِ کار بھی۔ ذیل میں ہم پہلے ان آداب وفرائض کو بیان کرتے ہیں جن کا تعلق شوہر سے ہےاور پھراُن آداب وفرائض کوجن کا تعلق بیوی سے ہے۔

(۱) بیوی کے حقوق کشادہ دلی سے ادا کیجئے

بیوی کے ساتھ اچھے سلوک کی زندگی گزاریئے۔ اس کے حقوق کشادہ دلی کے ساتھ ادا کیجئے اور ہر معاملے میں احسان اورایثار کی روِش اختیار کیجئے۔ خدا کاارشاد ہے:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ''اوران کے ساتھ بھلے طریقے سے زندگی گزارو''

اور نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک بڑے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے ہدایت فرمائی:

''لوگو! سنو! عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ، کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدیوں کی طرح ہیں۔ تمہیں ان کے ساتھ سختی کا برتاؤ کرنے کا کوئی حق نہیں۔ سوائے اس صورت کے جب ان کی طرف سے کوئی کھلی ہوئی نافرمانی سامنے آئے، اگر وہ ایسا کربیٹھیں تو پھر خواب گاہوں میں ان سے علیحدہ رہو، اورانہیں مارو تو ایسا نہ مارنا کہ کوئی

شدید چوٹ آئے۔ اور پھر جب وہ تمہارے کہنے پر چلنے لگیں تو ان کو خواہ مخواہ ستانے کے بہانے نہ ڈھونڈو۔ دیکھو سنو! تمہارے کچھ حقوق تمہاری بیویوں پر ہیں اور تمہاری بیویوں کے کچھ حقوق تمہارے اوپر ہیں۔ ان پر تمہارے حقوق یہ ہیں کہ وہ تمہارے بستروں کو اُن لوگوں سے نہ روندوائیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو ہرگز نہ گھسنے دیں جن کا آنا تمہیں ناگوار ہو اور سنو اُن کا تم پر یہ حق ہے کہ تم انہیں اچھا کھلاؤ اور اچھا پہناؤ'' (ریاض الصالحین، باب الوصیة بالنساء)

یعنی ان کے کھلانے پلانے کا ایسا انتظام کیجئے جو زوجین کی بے مثال قربت، قلبی تعلق اور جذبۂ رفاقت کے شایانِ شان ہو۔

④ جہاں تک ہو سکے بیوی سے خوش گمان رہئے

جہاں تک ہو سکے بیوی سے خوش گمان رہئے۔ اور اس کے ساتھ نباہ کرنے میں تحمل، بردباری اور عالی ظرفی کی روِش اختیار کیجئے۔ اگر اس میں شکل وصورت یا عادات واخلاق یا سلیقہ اور ہنر کے اعتبار سے کوئی کمزوری بھی ہو تو صبر کے ساتھ اس کو برداشت کیجئے اور اس کی خوبیوں پر نگاہ رکھتے ہوئے فیاضی، درگزر، ایثار اور مصلحت سے کام لیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے: وَالصُّلْحُ خَيْرٌ۔ ''اور مصالحت خیر ہی خیر ہے''

اور مؤمنین کو ہدایت کی گئی ہے:

فَإِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا

(النساء: ۱۹)

''پھر اگر وہ تمہیں (کسی وجہ سے) ناپسند ہوں، تو ہو سکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند نہ ہو، مگر خدا نے اس میں تمہارے لئے بہت کچھ بھلائی رکھ دی ہو''

اسی مفہوم کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں یوں واضح فرمایا ہے:

''کوئی مومن اپنی مومنہ بیوی سے نفرت نہ کرے، اگر بیوی کی کوئی عادت اس کو

ناپسند ہے تو ہوسکتا ہے کہ دوسری خصلت اس کو پسند آجائے“

(مسلم، کتاب الرضاع – ۳۶۴۵)

حقیقت یہ ہے کہ ہر خاتون میں کسی نہ کسی پہلو سے کوئی کمزوری ضرور ہوگی اور اگر شوہر کسی عیب کو دیکھتے ہی اس کی طرف سے نگاہیں پھیر لے اور دل برا کرلے تو پھر کسی خاندان میں گھریلو خوشگواری مل ہی نہ سکے گی۔ حکمت کی روش یہی ہے کہ آدمی درگزر سے کام لے اور خدا پر بھروسہ رکھتے ہوئے عورت کے ساتھ خوش دلی سے نباہ کرنے کی کوشش کرے۔ ہوسکتا ہے کہ خدا اس عورت کے واسطے سے مرد کو کچھ ایسی بھلائیوں سے نوازے جن تک مرد کی کوتاہ نظر نہ پہنچ رہی ہو۔ مثلاً عورت میں دین وایمان اور سیرت واخلاق کی کچھ ایسی خوبیاں ہوں، جن کے باعث وہ پورے خاندان کے لئے رحمت ثابت ہو، یا اس کی ذات سے کوئی ایسی روحِ سعید وجود میں آئے جو ایک عالم کو فائدہ پہنچائے اور رہتی زندگی تک کے لئے باپ کے حق میں صدقۂ جاریہ بنے یا عورت مرد کی اصلاح حال کا ذریعہ بنے اور اس کو جنت سے قریب کرنے میں مددگار ثابت ہو یا پھر اس کی قسمت سے دنیا میں خدا اس مرد کو کشادہ روزی اور خوش حالی سے نوازے، بہرحال عورت کے کسی ظاہری عیب کو دیکھ کر بے صبری کے ساتھ ازدواجی تعلق کو برباد نہ کیجئے بلکہ حکیمانہ طرزِ عمل سے دھیرے دھیرے گھر کی فضا کو زیادہ سے زیادہ خوشگوار بنانے کی کوشش کیجئے۔

③ بیوی کے ساتھ عفو وکرم کی روشِ اختیار کیجئے

عفو وکرم کی روشِ اختیار کیجئے اور بیوی کی کوتاہیوں، نادانیوں اور سرکشیوں سے چشم پوشی کیجئے۔ عورت عقل وخرد کے اعتبار سے کمزور اور نہایت ہی جذباتی ہوتی ہے۔ اس لئے صبر وسکون، رحمت وشفقت اور دل سوزی کے ساتھ اس کو سدھارنے کی کوشش کیجئے اور صبر وضبط سے کام لیتے ہوئے نباہ کیجئے۔

خدا کا ارشاد ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوْهُمْ وَاِنْ تَعْفُوْا وَتَصْفَحُوْا وَتَغْفِرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (تغابن: ۱۴)

''مومنو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض اولاد تمہارے دشمن ہیں، سو ان سے بچتے رہو اور اگر تم عفو و کرم، درگزر اور چشم پوشی سے کام لو تو یقین رکھو کہ خدا بہت ہی زیادہ رحم کرنے والا ہے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ عورت پسلی سے پیدا کی گئی ہے اور پسلیوں میں سب سے زیادہ اوپر کا حصہ ٹیڑھا ہے، اس کو سیدھا کرو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر اس کو چھوڑے رہو تو ٹیڑھی ہی رہے گی۔ پس عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو''

(بخاری، مسلم، کتاب النکاح، باب الوصیة بالنساء - ۳۶۴۴)

④ بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کیجئے

بیوی کے ساتھ خوش اخلاقی کا برتاؤ کیجئے اور پیار و محبت سے پیش آیئے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''کامل ایمان والے مومن وہ ہیں جو اپنے اخلاق میں سب سے اچھے ہوں اور تم میں سب سے اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں سب سے اچھے ہوں'' (ابن ماجہ، باب حسن معاشرۃ النساء - ۱۹۷۷)

اپنی خوش اخلاقی اور نرم مزاجی کو جانچنے کا اصل میدان گھریلو زندگی ہے۔ گھر والوں ہی سے ہر وقت کا واسطہ رہتا ہے، اور گھر کی بے تکلف زندگی میں ہی مزاج اور اخلاق کا ہر رُخ سامنے آتا ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ وہی مومن اپنے ایمان میں کامل ہے جو گھر والوں کے ساتھ خوش اخلاقی، خندہ پیشانی اور مہربانی کا برتاؤ رکھے۔ گھر

والوں کی دلجوئی کرے اور پیار ومحبت سے پیش آئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے یہاں گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی اور میری سہیلیاں بھی میرے ساتھ کھیلتیں، جب نبی کریم ﷺ تشریف لاتے تو سب اِدھر اُدھر چھپ جاتیں۔ آپ ﷺ ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایک ایک کو میرے پاس بھیجتے تا کہ میرے ساتھ کھیلیں (مسلم، کتاب فضائل الصحابة-۶۲۸۷)

ایک بار حج کے موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیٹھ گیا اور وہ سب سے پیچھے رہ گئیں۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا کہ وہ زار وقطار رو رہی ہیں۔ آپ ﷺ رُک گئے اور اپنے دستِ مبارک سے چادر کا پلو لے کر اُن کے آنسو پونچھے۔ آپ ﷺ پونچھتے جاتے تھے اور وہ بے اختیار روتی جاتی تھیں (اسد الغابۃ)

۵ پوری فراخ دِلی کے ساتھ رفیقۂ حیات کی ضروریات فراہم کیجئے

پوری فراخدلی کے ساتھ رفیقۂ حیات کی ضروریات فراہم کیجئے اور خرچ میں کبھی تنگی نہ کیجئے۔ اپنی محنت کی کمائی گھر والوں پر صرف کر کے سکون ومسرت محسوس کیجئے۔ کھانا، کپڑا بیوی کا حق ہے اور اس حق کو خوش دلی اور کشادگی کے ساتھ ادا کرنے کے لئے دوڑ دھوپ کرنا شوہر کا انتہائی خوشگوار فریضہ ہے۔ اس فریضے کو کھلے دل سے انجام دینے سے نہ صرف دنیا میں خوشگوار ازدواجی زندگی کی نعمت ملتی ہے بلکہ مومن آخرت میں بھی اجر وانعام کا مستحق بنتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

”ایک دینار تو وہ ہے جو تم نے خدا کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی غلام کو آزاد کرانے میں صرف کیا، ایک دینار وہ ہے جو تم نے کسی فقیر کو صدقہ میں دیا، اور ایک دینار وہ ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا۔ ان میں سب سے زیادہ

اجر وثواب اس دینار کے خرچ کرنے کا ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر صرف کیا"

(رياض الصالحين، باب النفقة على العيال)

⑥ بیوی کو دینی تعلیم دیجئے

بیوی کو دینی احکام اور تہذیب سکھائیے۔ دین کی تعلیم دیجئے۔ اسلامی اخلاق سے آراستہ کیجئے اور اُس کی تربیت اور سدھار کے لئے۔ ہر ممکن کوشش کیجئے تا کہ وہ ایک اچھی بیوی، اچھی ماں اور خدا کی نیک بندی بن سکے اور اپنے منصبی فرائض کو بحسن و خوبی ادا کر سکے۔ خدا کا ارشاد ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ط

"ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ"

(سورة تحريم، آيت:٦)

نبی کریم ﷺ جس طرح باہر تبلیغ و تعلیم میں مصروف رہتے تھے۔ اسی طرح گھر میں بھی اس فریضے کو ادا کرتے رہتے۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے قرآن نے نبی کریم ﷺ کی بیویوں کو خطاب کیا ہے: "وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ" (الاحزاب، آیت ۳۴)

"اور تمہارے گھروں میں جو خدا کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور حکمت کی باتیں سنائی جاتی ہیں اُن کو یاد رکھو"

قرآن میں نبی کریم ﷺ کے واسطے سے مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے۔

وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا.

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کی تاکید کیجئے اور خود بھی اس کے پورے پابند رہئے" (سورۂ طٰہٰ، آیت:۱۳۲)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جب کوئی مرد رات میں اپنی بیوی کو جگاتا ہے اور وہ دونوں مل کر دو رکعت نماز پڑھتے ہیں تو شوہر کا نام ذکر کرنے والوں میں اور بیوی کا نام ذکر کرنے والیوں میں لکھ لیا جاتا ہے'' (ابوداؤد، باب قیام اللیل-۱۳۰۹)

خلیفۂ ثانی حضرت عمر رضی اللہ عنہ شب میں خدا کے حضور کھڑے عبادت کرتے رہتے پھر جب سحر کا وقت آتا تو اپنی رفیقۂ حیات کو جگاتے اور کہتے اُٹھو، اُٹھو نماز پڑھو، اور پھر یہ آیت بھی پڑھتے: وَأْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ط

⑦ کئی بیویاں ہوں تو سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیجئے

اگر کئی بیویاں ہوں تو سب کے ساتھ برابری کا سلوک کیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بیویوں کے ساتھ برتاؤ میں برابری کا بڑا اہتمام فرماتے۔ سفر پر جاتے تو قرعہ ڈالتے اور قرعہ میں جس بیوی کا نام آتا اسی کو ساتھ لے جاتے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اگر کسی شخص کی دو بیویاں ہوں، اور اُس نے اُن کے ساتھ انصاف اور برابری کا سلوک نہ کیا تو قیامت کے روز وہ شخص اس حال میں آئے گا کہ اس کا آدھا دھڑ گر گیا ہوگا'' (ترمذی، باب ما جاء فی التسویة بین الضرائر-۱۱۴۱)

انصاف اور برابری سے مراد، معاملات اور برتاؤ میں مساوات برتنا ہے۔ رہی یہ بات کہ کسی ایک بیوی کی طرف دل کا جھکاؤ اور محبت کے جذبات زیادہ ہوں تو یہ انسان کے بس میں نہیں ہے اور اس پر خدا کے یہاں کوئی گرفت نہ ہوگی۔

⑧ بیوی نہایت خوش دلی سے شوہر کی اطاعت کرے

نہایت خوش دلی سے اپنے شوہر کی اطاعت کیجئے اور اس اطاعت میں مسرت اور سکون محسوس کیجئے، اس لئے کہ یہ خدا کا حکم ہے اور جو بندی خدا کے حکم کی تعمیل کرتی

ہے وہ اپنے خدا کو خوش کرتی ہے۔ قرآن میں ہے: فَالصَّالِحَاتُ قَانِتَاتٌ ''نیک بیویاں (شوہر کی) اطاعت کرنے والی ہوتی ہیں''

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر روزہ نہ رکھے''

(ابو داؤد، باب المرأة تصوم بغير اذن زوجها - ۲۴۵۸)

شوہر کی اطاعت اور فرماں برداری کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے عورت کو تنبیہ کی ہے:

''دو قسم کے آدمی وہ ہیں جن کی نمازیں اُن کے سروں سے اونچی نہیں اُٹھتیں۔ اُس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہو جائے جب تک کہ لوٹ نہ آئے اور اس عورت کی نماز جو شوہر کی نافرمانی کرے جب تک کہ شوہر کی نافرمانی سے باز نہ آ جائے''۔

(الترغيب و الترهيب، باب ترهيب العبد من الاباق من سيده-۳)

⑨ اپنی آبرو اور عصمت کی حفاظت کا اہتمام کیجئے

اپنی آبرو اور عصمت کی حفاظت کا اہتمام کیجئے اور ان تمام باتوں اور کاموں سے بھی دور رہئے جن سے دامنِ عصمت پر دھبہ لگنے کا اندیشہ بھی ہو۔ خدا کی ہدایت کا تقاضا بھی یہی ہے اور ازدواجی زندگی کو خوشگوار بنائے رکھنے کے لئے بھی یہ انتہائی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر شوہر کے دل میں اس طرح کا کوئی شبہ پیدا ہو جائے تو پھر عورت کی کوئی خدمت واطاعت اور کوئی بھلائی شوہر کو اپنی طرف مائل نہیں کر سکتی اور اس معاملہ میں معمولی سی کوتاہی سے بھی شوہر کے دل میں شیطان شبہ ڈالنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ لہٰذا انسانی کمزوری کو نگاہ میں رکھتے ہوئے انتہائی احتیاط کیجئے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھ لے، اپنی آبرو کی حفاظت کر لے، اپنے

شوہر کی فرماں بردار رہے تو وہ جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے“

(الترغیب والترہیب)

⑩ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جایئے

شوہر کی اجازت اور مرضی کے بغیر گھر سے باہر نہ جایئے اور نہ ایسے گھروں میں جایئے جہاں شوہر آپ کا جانا پسند نہ کرے اور نہ ایسے لوگوں کو اپنے گھر میں آنے کی اجازت دیجئے جن کا آنا شوہر کو ناگوار ہو۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”خدا پر ایمان رکھنے والی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اپنے شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناگوار ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جب کہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملے میں کسی دوسرے کا کہنا مانے“ (الترغیب والترہیب)

یعنی شوہر کے معاملے میں شوہر کی مرضی اور اشارۂ چشم و ابروہی پر عمل کیجئے اور اس کے خلاف ہرگز دوسروں کے مشورے کو نہ اپنایئے۔

⑪ ہمیشہ اپنے قول و عمل اور انداز و اطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کیجئے

ہمیشہ اپنے قول و عمل اور انداز و اطوار سے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کیجئے۔ کامیاب ازدواجی زندگی کا راز بھی یہی ہے اور خدا کی رضا اور جنت کے حصول کا راستہ بھی یہی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”جس عورت نے بھی اس حالت میں انتقال کیا کہ اس کا شوہر اس سے راضی اور

خوش تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی'' (ترمذی)

اور نبی کریم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

''جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جنسی ضرورت کے لئے بلائے اور وہ نہ آئے اور اس بناء پر شوہر رات بھر اس سے خفا رہے تو ایسی عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں'' (بخاری، کتاب النکاح-۵۱۹۳)

⑫ اپنے شوہر کی رفاقت کی قدر کیجئے

اپنے شوہر سے محبت کیجئے اور اس کی رفاقت کی قدر کیجئے۔ یہ زندگی کی زینت کا سہارا اور راہِ حیات کا عظیم معین و مددگار ہے۔ خدا کی اس عظیم نعمت پر خدا کا بھی شکر ادا کیجئے اور اس نعمت کی بھی دل و جان سے قدر کیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

''نکاح سے بہتر کوئی چیز دو محبت کرنے والوں کے لئے نہیں پائی گئی''

(ابن ماجه، باب ما جاء فی فضل النكاح - ۱۸٤۷)

حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم ﷺ سے انتہائی محبت تھی۔ چنانچہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے تو انتہائی حسرت کے ساتھ بولیں: ''کاش آپ ﷺ کے بجائے میں بیمار ہوتی'' نبی کریم ﷺ کی دوسری بیویوں نے اس اظہارِ محبت پر تعجب سے ان کی طرف دیکھا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''دکھاوا نہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہی ہیں'' (الاصابۃ)

⑬ شوہر کا احسان مان کر اس کی شکر گزار رہئے

شوہر کا احسان مانئے اس کی شکر گزار رہئے۔ آپ کا سب سے بڑا محسن آپ کا شوہر ہی تو ہے جو ہر طرح آپ کو خوش کرنے میں لگا رہتا ہے، آپ کی ہر ضرورت کو پورا

کرتا ہے، اور آپ کو ہر طرح کا آرام پہنچا کر آرام محسوس کرتا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے میں اپنی پڑوسن سہیلیوں کے ساتھ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سلام کیا اور ارشاد فرمایا:

''تم پر جن کا احسان ہے اُن کی ناشکری سے بچو۔ تم میں کی ایک اپنے ماں باپ کے یہاں کافی دنوں تک بن بیاہی بیٹھی رہتی ہے، پھر خدا اُن کو شوہر عطا فرماتا ہے، پھر خدا اس کو اولاد سے نوازتا ہے (ان تمام احسانات کے باوجود) اگر کبھی کسی بات پر شوہر سے خفا ہوتی ہے تو کہہ اُٹھتی ہے میں نے تو کبھی تمہاری طرف سے کوئی بھلائی دیکھی ہی نہیں'' (الادب المفرد، باب التسليم على النساء)

ناشکر گزار اور احسان فراموش بیوی کو تنبیہ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''خدا قیامت کے روز اس عورت کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھے گا جو شوہر کی ناشکر گزار ہوگی، حالانکہ عورت کسی وقت بھی شوہر سے بے نیاز نہیں ہوسکتی'' (نسائی)

⑭ شوہر کی خدمت کر کے خوشی محسوس کیجئے

شوہر کی خدمت کر کے خوشی محسوس کیجئے اور جہاں تک ہو سکے خود تکلیف اُٹھا کر شوہر کو آرام پہنچائے اور ہر طرح اُس کی خدمت کر کے اس کا دل اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کیجئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے دھوتیں، سر میں تیل لگاتیں، کنگھا کرتیں، خوشبو لگاتیں، اور یہی حال دوسری صحابیہ خواتین کا بھی تھا۔

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''کسی انسان کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے۔ اگر

اس کی اجازت ہوتی تو بیوی کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ شوہر کا اپنی بیوی پر عظیم حق ہے۔ اتنا عظیم حق کہ اگر شوہر کا سارا جسم زخمی ہو اور بیوی شوہر کے زخمی جسم کو زبان سے چاٹے تب بھی شوہر کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔'' (مسند احمد)

⑮ شوہر کے گھر بار اور مال واسباب کی حفاظت کیجئے

شادی کے بعد شوہر کے گھر ہی کو اپنا گھر سمجھئے، اور شوہر کے مال کو شوہر کے گھر کی رونق بڑھانے، شوہر کی عزت بنانے اور اس کے بچوں کا مستقبل سنوارنے میں حکمت اور کفایت وسلیقے سے خرچ کیجئے۔ شوہر کی ترقی اور خوشحالی کو اپنی ترقی اور خوشحالی سمجھئے، قریش کی عورتوں کی تعریف کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''قریش کی عورتیں کیا ہی خوب عورتیں ہیں، بچوں پر نہایت مہربان ہیں اور شوہر کے گھر بار کی انتہائی حفاظت کرنے والی ہیں'' (بخاری، کتاب النکاح -۵۰۸۲)

اور نبی کریم ﷺ نے نیک بیوی کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

مومن کے لئے خوف خدا کے بعد سب سے زیادہ مفید اور باعث خیر نعمت نیک بیوی ہے کہ جب وہ اس سے کسی کام کو کہے تو وہ خوش دلی سے انجام دے اور جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کر دے، اور جب وہ اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو وہ اس کی قسم پوری کر دے، اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ اس کے پیچھے اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال واسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔ (ابن ماجه، کتاب النکاح، باب افضل النساء – ۱۸۵۷)

⑯ شوہر کو کمانے کا اور بیوی کو خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے (شوہر) کے کھانے میں خرچ کرے اور بگاڑ کا طریقہ اختیار کرنے

والی نہ ہو تو اس کو خرچ کرنے کی وجہ سے ثواب ملے گا اور شوہر کو کمانے کی وجہ سے ثواب ملے گا اور جو خزانچی ہے (جس کے پاس رقم یا مال محفوظ رہتا ہے اگرچہ وہ مالک نہیں ہے مگر اس مال میں سے مالک کے حکم کے مطابق جب اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو) اس کو بھی اسی طرح ثواب ملتا ہے۔ (جیسے مالک کو ملا) غرض ایک مال سے تین شخصوں کو ثواب ملے گا۔ ① کمانے والا ② اس کی بیوی جس نے صدقہ کیا ③ اس کا خزانچی اور کیشئر (جس نے مال نکال کر دیا) اور ایک کی وجہ سے دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی یعنی ثواب بٹ کر نہیں ملے گا بلکہ ہر ایک کو اپنے عمل کا پورا ثواب دیا جائے گا۔

(مشکوٰۃ المصابیح، از: بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب اجر المرأۃ اذا اتصدقت او اطعمت...الخ و مسلم، کتاب الزکوٰۃ – ٢٣٦٤)

بہت سی عورتیں طبیعت کی کنجوس ہوتی ہیں اگر شوہر کسی غریب کو دینا چاہتا ہے تو برا مانتی ہیں اور منہ بناتی ہیں۔ اگر ان کے پاس کچھ رکھا ہو اور شوہر کسی کو دینے کے لئے کہے تو برے دل سے نکال کر دیتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے روپیہ کے ساتھ کلیجہ نکل آ رہا ہے، بھلا ایسا کر کے اپنا ثواب کھونے سے کیا فائدہ؟ بعض نیک بخت کسی ضرورت مند کا کھانا مقرر کرنا چاہتے ہیں مگر بیوی آڑے آجاتی ہے، اگر شوہر نے مقرر کر ہی دیا تو ہر روز کھانا نکالتے وقت جھک جھک کرتی ہیں اس سے شوہر بھی آزردہ ہو جاتا ہے اور کھانا کھانے والے کا بھی دِل دُکھتا ہے اور اپنا ثواب بھی کھوتی ہیں۔

⑰ صفائی وغیرہ کا پورا اہتمام کیجئے

صفائی، سلیقہ اور آرائش و زیبائش کا بھی پورا پورا اہتمام کیجئے۔ گھر کو بھی صاف ستھرا رکھئے اور ہر چیز کو سلیقے سے سجایئے اور سلیقے سے استعمال کیجئے۔ صاف ستھرا گھر، قرینے سے سجے ہوئے صاف ستھرے کمرے، گھریلو کاموں میں سلیقہ اور سگھڑ پن، بناؤ سنگار

کی ہوئی بیوی کی پاکیزہ مسکراہٹ سے نہ صرف گھریلو زندگی پیار ومحبت اور خیر و برکت سے مالا مال ہوتی ہے، بلکہ ایک بیوی کے لئے اپنی عاقبت بنانے اور خدا کو خوش کرنے کا بھی یہی ذریعہ ہے۔

ایک بار بیگم عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہا سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ملاقات ہوئی تو آپ نے دیکھا کہ بیگم عثمان نہایت سادہ کپڑوں میں ہیں اور کوئی بناؤ سنگار نہیں کیا ہے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بہت تعجب ہوا اور اُن سے پوچھا:

''بی بی! کیا عثمان کہیں باہر سفر پر گئے ہوئے ہیں؟''

اس تعجب سے اندازہ کیجئے کہ سہاگنوں کا اپنے شوہروں کے لئے بناؤ سنگار کرنا کیسا پسندیدہ فعل ہے۔

ایک بار ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہ اپنے ہاتھوں میں سونے کے کنگن پہنے ہوئے تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو پہننے سے منع فرمایا تو کہنے لگیں:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر عورت شوہر کے لئے بناؤ سنگار نہ کرے گی تو اس کی نظروں سے گر جائے گی'' (نسائی، کتاب الزینة – ٥١٤٥)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ممانعت اور پھر بعد میں سکوت سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ سونے کا استعمال عورتوں کے لئے جائز ہے مگر چونکہ یہ عیش پسندی اور تعیش تک پہنچاتا ہے اس لئے سونے کا استعمال بطور عیش پسندی اور مفاخرت کے مکروہ ہے، لیکن اگر شوہر کے لئے بناؤ سنگار کے لئے ہے تو جائز ہے۔

والدین کے ساتھ سلوک اس طرح کیجئے

① ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھئے

ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیجئے، اور اس حسن سلوک کی توفیق کو دونوں جہاں کی سعادت سمجھئے، خدا کے بعد انسان پر سب سے زیادہ حق ماں باپ ہی کا ہے۔ ماں باپ کے حق کی اہمیت اور عظمت کا اندازہ اس سے کیجئے کہ قرآن پاک میں جگہ جگہ ماں باپ کے حق کو خدا کے حق کے ساتھ بیان کیا ہے اور خدا کی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ ماں باپ کی شکر گزاری کی تاکید کی ہے:

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاهُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط

(بنی اسرائیل، آیت: ۲۳)

''اور آپ کے رب نے فیصلہ فرما دیا ہے کہ تم خدا کے سوا کسی کی بندگی نہ کرو اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کون سا عمل خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''وہ نماز جو وقت پر پڑھی جائے۔'' میں نے پھر پوچھا: ''اس کے بعد کون سا عمل خدا کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟'' فرمایا: ''ماں باپ کے ساتھ ''حسن سلوک'' میں نے پوچھا: ''اس کے بعد'' فرمایا: ''خدا کی راہ میں جہاد کرنا''

(بخاری، کتاب الادب، باب البر والصلۃ - ۵۹۷۰ و مسلم)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر ہجرت اور جہاد کے لئے بیعت کرتا ہوں اور خدا سے اس کا اجر چاہتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تمہارے

ماں باپ میں سے کوئی ایک زندہ ہے۔ اس نے کہا، جی ہاں بلکہ (خدا کا شکر ہے) دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''تو کیا تم واقعی خدا سے اپنی ہجرت اور جہاد کا بدلہ چاہتے ہو؟'' اس نے کہا، جی ہاں میں خدا سے اجر چاہتا ہوں'' نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''تو جاؤ اپنے ماں باپ کی خدمت میں رہ کر ان کے ساتھ نیک سلوک کرو''

(مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب–۶۵۰۷)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا: ''یارسول اللہ! ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے؟'' ارشاد فرمایا: ''ماں باپ ہی تمہاری جنت ہے اور ماں باپ ہی دوزخ'' (ابن ماجہ، ابواب الادب–۳۶۶۲)

یعنی ان کے ساتھ نیک سلوک کر کے تم جنت کے مستحق ہوگے اور ان کے حقوق کو پامال کر کے تم جہنم کا ایندھن بنو گے۔

② والدین کے شکر گزار رہیے

محسن کی شکر گزاری اور احسان مندی شرافت کا اوّلین تقاضا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ ہمارے وجود کا سبب والدین ہیں۔ پھر والدین ہی کی پرورش اور نگرانی میں ہم پلتے بڑھتے اور شعور کو پہنچتے ہیں اور وہ جس غیر معمولی قربانی، بے مثل جانفشانی اور انتہائی شفقت سے ہماری سرپرستی فرماتے ہیں اس کا تقاضا ہے کہ ہمارا سینہ ان کی عقیدت و احسان مندی اور عظمت و محبت سے سرشار ہو اور ہمارے دل کا ریشہ ریشہ ان کا شکر گزار ہو۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے اپنی شکر گزاری کے ساتھ ساتھ ان کی شکر گزاری کی تاکید فرمائی ہے۔

اَنِ اشْكُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْكَ (ہم نے وصیت کی) کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے ماں باپ کے شکر گزار رہو۔

ماں باپ کو ہمیشہ خوش رکھنے کی کوشش کیجیے اور ان کی مرضی اور مزاج کے خلاف کبھی

کوئی ایسی بات نہ کہئے جوان کو ناگوار ہو، بالخصوص بڑھاپے میں جب مزاج کچھ چڑچڑا اور کھرّا ہو جاتا ہے اور والدین کچھ ایسے تقاضے، مطالبے کرنے لگتے ہیں جو توقع کے خلاف ہوتے ہیں، اس وقت بھی ہر بات کو خوشی خوشی برداشت کیجئے اور ان کی کسی بات سے اُکتا کر جواب میں کوئی ایسی بات ہرگز نہ کیجئے جوان کو ناگوار ہو، اور ان کے جذبات کو ٹھیس لگے:

اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا (بنی اسرائیل، آیت:۲۳)

''اگر ان میں سے ایک یا دونوں تمہارے سامنے بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو تم ان کو اُف تک نہ کہو، نہ اُنہیں جھڑکیاں دو''

دراصل بڑھاپے کی عمر میں بات کی برداشت نہیں رہتی اور کمزوری کے باعث اپنی اہمیت کا احساس بڑھ جاتا ہے، اس لئے ذرا ذرا سی بات بھی محسوس ہونے لگتی ہے، لہٰذا اس نزاکت کا لحاظ کرتے ہوئے اپنے کسی قول وعمل سے ماں باپ کو ناراض ہونے کا موقع نہ دیجئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''خدا کی خوشنودی والد کی خوشنودی میں ہے اور خدا کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے''

(ترمذی، باب ما جاء من الفضل فی رضا الوالدین-۱۸۹۹، ابن حبان، حاکم)

یعنی اگر کوئی اپنے خدا کو خوش رکھنا چاہے تو وہ اپنے والد کو خوش رکھے، والد کو ناراض کر کے وہ خدا کے غضب کو بھڑکائے گا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ ایک آدمی اپنے ماں باپ کو روتا ہوا چھوڑ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جاؤ اپنے ماں باپ کے پاس واپس جاؤ اور ان کو اسی طرح خوش کر کے آؤ جس طرح تم ان کو رُلا کر آئے ہو''

(ابوداؤد، کتاب الجهاد باب فی الرجل یغزو وابواہ کارهان - ۲۵۲۸)

دل و جان سے ماں باپ کی خدمت کیجئے۔ اگر آپ کو خدا نے اس کا موقع دیا ہے تو دراصل یہ اس بات کی توفیق ہے کہ آپ خود کو جنت کا مستحق بنا سکیں اور خدا کی خوشنودی حاصل کر سکیں۔ ماں باپ کی خدمت ہی سے دونوں جہاں کی بھلائی، سعادت اور عظمت حاصل ہوتی ہے اور آدمی دونوں جہاں کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو آدمی یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے اور اس کی روزی میں کشادگی ہو، اس کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے اور صلۂ رحمی کرے۔(الترغیب والترھیب، کتاب البر والصلة، باب الترغیب فی برّ الوالدین وصلتھما ... الخ – ۱۶)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''وہ آدمی ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، پھر ذلیل ہو، لوگوں نے پوچھا، اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کون آدمی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ آدمی جس نے اپنے ماں باپ کو بڑھاپے کی حالت میں پایا۔ دونوں کو پایا یا کسی ایک کو۔ اور پھر (اُن کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہ ہوا'' (مسلم، باب رغم انف من ادرك ابویه...الخ– ٦٥١٠)

ایک موقع پر تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمتِ والدین کو جہاد جیسی عظیم عبادت پر بھی ترجیح دی۔ اور ایک صحابی کو جہاد میں جانے سے روک کر والدین کی خدمت کی تاکید فرمائی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے حاضر ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تمہارے ماں باپ زندہ ہیں۔ اُس نے کہا، جی ہاں زندہ ہیں۔ ارشاد فرمایا: جاؤ اور اُن کی خدمت کرتے رہو، یہی جہاد ہے (بخاری و مسلم، کتاب البر والصلة– ٦٥٠٤)

ماں باپ کا ادب واحترام کیجئے اور کوئی بھی ایسی بات یا حرکت نہ کیجئے جو اُن کے احترام کے خلاف ہو۔ قرآن پاک میں ہے:

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا. (بنی اسرائیل:۲۳)

''اوران سے احترام کی بات کیجئے''

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے طیسلہ بن میاس رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ جہنم سے دور رہیں اور جنت میں داخل ہوں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، کیوں نہیں، خدا کی قسم یہی چاہتا ہوں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا، آپ کے والدین زندہ ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، جی ہاں میری والدہ زندہ ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا، اگر تم ان کے ساتھ نرمی سے گفتگو کرو، ان کے کھانے پینے کا خیال رکھو تو ضرور جنت میں جاؤ گے، بشرطیکہ تم کبیرہ گناہوں سے بچتے رہو''

(الادب المفرد، باب لین الکلام لوالدیہ – ۸)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک بار دو آدمیوں کو دیکھا ایک سے پوچھا، یہ دوسرے تمہارے کون ہیں؟ اُس نے کہا، یہ میرے والد ہیں۔ آپ نے فرمایا، دیکھو! نہ اُن کا نام لینا، نہ کبھی اُن سے آگے آگے چلنا اور نہ کبھی اُن سے پہلے بیٹھنا۔

(الادب المفرد، باب لا یسمی الرجل اباہ، ولا یجلس قبلہ ولا یمشی امامہ – ٤٤)

(۳) والدین کے ساتھ عاجزی اور انکساری سے پیش آیئے

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ. (بنی اسرائیل، آیت:۲۴)

''اور عاجزی اور نرمی سے اُن کے سامنے بچھے رہو''

عاجزی سے بچھے رہنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر وقت اُن کے مرتبہ کا لحاظ رکھو۔ اور کبھی اُن کے سامنے اپنی بڑائی نہ جتاؤ اور نہ اُن کی شان میں گستاخی کرو۔

والد سے محبت کیجئے اور اُس کو اپنے لئے باعثِ سعادت و اجرِ آخرت سمجھئے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

''جو نیک اولاد بھی ماں باپ پر محبت بھری ایک نظر ڈالتی ہے، اُس کے بدلے خدا

اُس کوایک حجِ مقبول کا ثواب بخشتا ہے،لوگوں نے پوچھا،اے خدا کے رسول ﷺ! گرکوئی ایک دن میں سو بار اسی طرح رحمت ومحبت کی نظر ڈالے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:''جی ہاں!اگرکوئی سو بار ایسا کرے تب بھی، خدا (تمہارے تصور سے) بہت بڑا اور(تنگ دلی جیسے عیبوں سے) بالکل پاک ہے''

(مشکوٰۃ، باب البر والصلۃ الفصل الثالث)

۴ ماں باپ کی دل وجان سے اطاعت کیجئے

ماں باپ کی دل وجان سے اطاعت کیجئے۔اگر وہ کچھ زیادتی بھی کررہے ہوں تب بھی خوشدلی سے اطاعت کیجئے اوراُن کے عظیم احسانات کوپیش نظر رکھ کران کے وہ مطالبے بھی خوشی خوشی پورے کیجئے۔ جوآپ کے ذوق اور مزاج پر گراں ہوں بشرطیکہ وہ دین کے خلاف نہ ہوں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ یمن کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا:''یمن میں تمہارا کوئی ہے''؟ اس نے کہا(جی ہاں) میرے ماں باپ ہیں۔آپ ﷺ نے پوچھا:''انہوں نے تمہیں اجازت دے دی ہے۔اُس نے کہانہیں (میں نے اُن سے تو اجازت نہیں لی ہے) تو آپ ﷺ نے فرمایا:''اچھا توتم واپس جاؤ اور ماں باپ سے اجازت لو، اگروہ اجازت دے دیں تو جہاد میں شرکت کروورنہ(اُن کی خدمت میں رہ کر) ان کے ساتھ سلوک کرتے رہو'' (ابو داؤد، باب فی الرجل یغزو وابواہ کارھان – ۲۵۳۰)

والدین کی اطاعت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ ایک شخص میلوں دور سے آتا ہے اور چاہتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں دین کی سربلندی کے لئے جہاد میں شریک ہو،لیکن نبی کریم ﷺ اس کو لوٹا دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جہاد میں شرکت بھی،تم اس صورت میں کرسکتے ہو جب تمہارے ماں باپ دونوں

تمہیں اجازت دیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس آدمی نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ان ہدایات واحکام میں خدا کا اطاعت گزار رہا، جو اُس نے ماں باپ کے حق میں نازل فرمائے ہیں، تو اس نے اس حال میں صبح کی کہ اُس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے ہوئے ہوں اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہو تو جنت کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے اور جس شخص نے اس حال میں صبح کی کہ وہ ماں باپ کے بارے میں خدا کے بھیجے ہوئے احکام و ہدایات سے منہ موڑے ہوئے ہے تو اُس نے اس حال میں صبح کی کہ اُس کے لئے دوزخ کے دو دروازے کھلے ہوئے ہیں، اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہے تو دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اس آدمی نے پوچھا، اے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر ماں باپ اس کے ساتھ زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔ فرمایا: ہاں اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی، اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔ اگر زیادتی کر رہے ہوں تب بھی۔

(مشکوٰۃ، باب البر والصلۃ الفصل الثالث)

ماں باپ کو اپنے مال کا مالک سمجھئے اور ان پر دل کھول کر خرچ کیجئے۔ قرآن پاک میں ہے:

یَسْئَلُوْنَکَ مَا ذَا یُنْفِقُوْنَ ط قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ (البقرہ، آیت:۲۱۵)

''لوگ آپ سے پوچھتے ہیں، ہم کیا خرچ کریں؟ جواب دیجئے کہ جو مال بھی تم خرچ کرو، اس کے اوّلین حقدار والدین ہیں''

ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور اپنے باپ کی شکایت کرنے لگا کہ وہ جب چاہتے ہیں میرا مال لے لیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آدمی کے باپ کو بلوایا۔ لاٹھی ٹیکتا ہوا ایک بوڑھا کمزور شخص حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بوڑھے شخص سے تحقیق فرمائی۔ تو اُس نے کہنا شروع کیا۔

"خدا کے رسول ﷺ! ایک زمانہ تھا جب یہ کمزور اور بے بس تھا اور مجھ میں طاقت تھی، میں مالدار تھا اور یہ خالی ہاتھ تھا۔ میں نے کبھی اس کو اپنی چیز لینے سے نہیں روکا۔ آج میں کمزور ہوں اور یہ تندرست وقوی ہے، میں خالی ہاتھ ہوں اور یہ مالدار ہے۔ اب یہ اپنا مال مجھ سے بچا بچا کر رکھتا ہے"

بوڑھے کی یہ باتیں سن کر رحمتِ عالم ﷺ رو پڑے اور بوڑھے کے لڑکے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا: "تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے"

⑤ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ سلوک کیجئے

ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تب بھی اُن کے ساتھ سلوک کیجئے، اُن کا ادب و احترام اور اُن کی خدمت برابر کرتے رہئے۔ البتہ اگر وہ شرک و معصیت کا حکم دیں تو اُن کی اطاعت سے انکار کر دیجئے اور اُن کا کہا ہرگز نہ مانئے۔

وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا. (سورۃ لقمان، آیت:۱۵)

"اور اگر ماں باپ دباؤ ڈالیں کہ میرے ساتھ کسی کو شریک بناؤ جس کا تمہیں کوئی علم نہیں ہے تو ہرگز ان کا کہنا نہ مانو اور دنیا میں ان کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے رہو۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں میرے پاس میری والدہ آئیں اور اُس وقت وہ مشرکہ تھیں۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے پاس میری والدہ آئی ہیں اور وہ اسلام سے متنفر ہیں۔ کیا میں ان کے ساتھ سلوک کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں تم اپنی ماں کے ساتھ صلۂ رحمی کرتی رہو" (بخاری، باب صلة الوالد المشرك - ۵۹۷۸)

⑥ماں باپ کے لئے برابر دعا کرتے رہئے

ماں باپ کے لئے برابر دُعا کرتے رہئے اور ان کے احسانات کو یاد کر کے خدا

کے حضور گڑگڑائیے اور انتہائی دل سوزی اور قلبی جذبات کے ساتھ ان کے لئے رحم و کرم کی درخواست کیجئے۔ خدا کا ارشاد ہے:

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا.

''اور دُعا کرو کہ پروردگار! ان دونوں پر رحم فرما، جس طرح ان دونوں نے بچپن میں پرورش فرمائی تھی۔'' (بنی اسرائیل، آیت:۲۴)

یعنی اے پروردگار بچپن کی بے بسی میں، جس زحمت و جانفشانی اور شفقت و محبت سے انہوں نے میری پرورش کی۔ اور میری خاطر اپنے عیش کو قربان کیا! پروردگار اب یہ بڑھاپے کی کمزوری اور بے بسی میں مجھ سے زیادہ خود رحمت و شفقت کے محتاج ہیں۔ خدایا! میں ان کا کوئی بدلہ نہیں دے سکتا، تو ہی ان کی سرپرستی فرما اور ان کے حالِ زار پر رحم کی نظر کر۔

⑦ ماں کی خدمت کا خصوصی خیال رکھئے

ماں کی خدمت کا خصوصی خیال رکھئے۔ ماں طبعاً زیادہ کمزور اور حساس ہوتی ہے۔ اور آپ کی خدمت و سلوک کی نسبتاً زیادہ ضرورت مند بھی۔ پھر اس کے احسانات اور قربانیاں بھی باپ کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہیں اس لئے دین نے ماں کا حق زیادہ بتایا ہے اور ماں کے ساتھ سلوک کی خصوصی ترغیب دی ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے:

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ اِحْسَانًاط حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًاط وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًاط (الاحقاف، آیت: ۱۵)

''اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے کی تاکید کی۔ اس کی ماں تکلیف اُٹھا اُٹھا کر اس کو پیٹ میں لیے لیے پھری اور تکلیف ہی سے جنا، اور پیٹ میں اُٹھانے اور دودھ پلانے کی یہ (تکلیف دہ) مدت تیس مہینے ہے''

قرآن پاک نے ماں باپ دونوں کے ساتھ سلوک کرنے کی تاکید کرتے ہوئے خصوصیت کے ساتھ ماں کے پیہم دُکھ اٹھانے اور کٹھنائیاں جھیلنے کا نقشہ بڑے ہی اثر انگیز انداز میں کھینچا ہے اور نہایت ہی خوبی کے ساتھ نفسیاتی انداز میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ جاں نثار ماں، باپ کے مقابلے میں تمہاری خدمت وسلوک کی زیادہ مستحق ہے۔اور پھر اسی حقیقت کو خدا کے رسول ﷺ نے بھی کھول کھول کر بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک شخص نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور پوچھا: ''اے خدا کے رسول ﷺ! میرے نیک سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تیری ماں'' اس نے پوچھا، پھر کون؟'' آپ ﷺ نے فرمایا، تیری ماں۔اس نے پوچھا، پھر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: تیری ماں۔اس نے کہا، پھر کون؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تیرا باپ۔

(بخاری، باب من احق الناس بحسن الصحبة – ۵۹۷۱)

حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یارسول اللہ! میرا ارادہ ہے کہ میں آپ کے ہمراہ جہاد میں شرکت کروں اور اسی لئے آیا ہوں کہ آپ ﷺ سے اس معاملہ میں مشورہ لوں (فرمایئے کیا حکم ہے؟) نبی کریم ﷺ نے ان سے پوچھا: تمہاری والدہ (زندہ) ہیں؟ جاہمہ رضی اللہ عنہ نے کہا، جی ہاں (زندہ ہیں)۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا تو پھر جاؤ اور انہی کی خدمت میں لگے رہو کیونکہ جنت انہی کے قدموں میں ہے''

(ابن ماجه، ابواب الجهاد باب الرجل يغزو وله ابوان – ۲۷۸۱)

حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نبی کریم ﷺ کے دَور میں موجود تھے مگر آپ ﷺ کی ملاقات کا شرف حاصل نہ کر سکے۔ان کی ایک بوڑھی ماں تھیں۔دن رات انہی کی خدمت میں لگے رہتے۔ نبی کریم ﷺ کے دیدار کی بڑی آرزو تھی اور کون مومن

ہوگا جو اس تمنا میں نہ تڑپتا ہو کہ اس کی آنکھیں دیدارِ رسول ﷺ سے روشن ہوں۔ چنانچہ حضرت اویس رحمۃ اللہ علیہ نے آنا بھی چاہا لیکن نبی کریم ﷺ نے منع فرمایا۔ فریضۂ حج ادا کرنے کی بھی ان کے دل میں بڑی آرزو تھی لیکن جب تک ان کی والدہ زندہ رہیں ان کی تنہائی کے خیال سے حج نہیں کیا اور ان کی وفات کے بعد ہی یہ آرزو پوری ہوسکی۔

⑧ رضاعی ماں کے ساتھ بھی حسن سلوک کیجئے

رضاعی ماں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیجئے، اس کی خدمت کیجئے۔ اور ادب واحترام سے پیش آیئے۔ حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے جعرانہ کے مقام پر نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ گوشت تقسیم فرما رہے ہیں۔ اتنے میں ایک عورت آئیں اور نبی کریم ﷺ کے بالکل قریب پہنچ گئیں۔ آپ ﷺ نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی، وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے لوگوں سے پوچھا، یہ کون صاحبہ ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی وہ ماں ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا تھا۔ (ابو داؤد، باب فی بر الوالدین – ۵۱۴۴)

⑨ ماں باپ وفات کے بعد بھی حسن سلوک کے حقدار ہیں

والدین کی وفات کے بعد بھی ان کا خیال رکھئے اور ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کے لئے ذیل کی باتوں پر کاربند رہئے۔

ماں باپ کے لئے مغفرت کی دُعائیں برابر کرتے رہئے۔

قرآن پاک نے مومنوں کو یہ دُعا سکھائی ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ.

"پروردگار میری مغفرت فرما اور میرے والدین کی اور سب ایمان والوں کو اس

روز معاف فرمادے جب کہ حساب قائم ہوگا'' (سورۂ ابراہیم، آیت:۴۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مرنے کے بعد جب میت کے درجات بلند ہوتے ہیں تو وہ حیرت سے پوچھتا ہے کہ یہ کیونکر ہوا۔ خدا کی جانب سے اس کو بتایا جاتا ہے کہ تمہاری اولاد تمہارے لئے مغفرت کی دُعا کرتی رہی (اور خدا نے اس کو قبول فرمالیا) (الادب المفرد، باب بر الوالدین بعد موتهما)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جب کوئی آدمی مرجاتا ہے تو اس کے عمل کی مہلت ختم ہوجاتی ہے، صرف تین چیزیں ایسی ہیں جو مرنے کے بعد بھی فائدہ پہنچاتی رہتی ہیں، ایک صدقۂ جاریہ، دوسرے اس کا پھیلایا ہوا وہ علم جس سے لوگ فائدہ اُٹھائیں۔ تیسرے وہ صالح اولاد جو اس کے لئے دُعائے مغفرت کرتی رہے''

(ابن ماجه، باب ثواب معلم الناس الخير — ۲۴۱)

⑩ والدین کی کہی ہوئی وصیت کو پورا کیجئے

والدین کے کیئے ہوئے عہد و پیمان اور وصیت کو پورا کیجئے۔ ماں باپ نے اپنی زندگی میں بہت سے لوگوں سے کچھ وعدے کئے ہوں گے، اپنے خدا سے کچھ عہد کیا ہوگا، کوئی نذر مانی ہوگی۔ کسی کو کچھ مال دینے کا وعدہ کیا ہوگا۔ اُن کے ذمہ کسی کا قرض رہ گیا ہوگا اور ادا کرنے کا موقع نہ پاسکے ہوں گے، مرتے وقت کچھ وصیتیں کی ہوں گی۔ آپ اپنے امکان بھران سارے کاموں کو پورا کیجئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ! میری والدہ نے نذر مانی تھی، لیکن وہ نذر پوری کرنے سے پہلے وفات پاگئیں، کیا میں ان کی طرف سے یہ نذر پوری کرسکتا ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیوں نہیں! تم ضرور ان کی طرف سے نذر پوری

کردو" (بخاری، کتاب الوصایا، باب ما یستحب لمن توفی فجاءة...الخ -۲۷۶۱)

⑪ باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں کے ساتھ بھی

حسن سلوک کرتے رہئے

باپ کے دوستوں اور ماں کی سہیلیوں کے ساتھ بھی حسن سلوک کرتے رہئے۔ ان کا احترام کیجئے، اُن کو اپنے مشوروں میں اپنے بزرگوں کی طرح شریک رکھئے، اُن کی رائے اور مشوروں کی تعظیم کیجئے۔ ایک موقع پر نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "سب سے زیادہ نیک سلوک یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوست احباب کے ساتھ بھلائی کرے۔" (مسلم. کتاب البر والصلة و الادب ۶۵۱۳)

ایک بار حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے اور مرض بڑھتا ہی گیا۔ یہاں تک کہ بچنے کی کوئی اُمید نہ رہی۔ تو حضرت یوسف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ دور دراز سے سفر کر کے ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت ابوالدرداءؓ نے انہیں دیکھا تو تعجب سے پوچھا، تم یہاں کہاں؟ یوسف بن عبداللہ نے کہا میں یہاں محض اس لئے آیا ہوں کہ آپ کی عیادت کروں۔ کیونکہ والد بزرگوار سے آپ کے تعلقات بڑے گہرے تھے۔ (مسند احمد ۴۵۰/۶)

حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جب مدینے آیا تو میرے پاس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور کہنے لگے۔ ابو بردہ رضی اللہ عنہ! تم جانتے ہو میں تمہارے پاس کیوں آیا ہوں؟ میں نے کہا، میں تو نہیں جانتا کہ آپ کیوں تشریف لائے ہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ جو شخص قبر میں اپنے باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہتا ہو اُس کو چاہئے کہ باپ کے مرنے کے بعد باپ کے دوست احباب کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

اور پھر فرمایا: بھائی میرے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے والد میں گہری دوستی تھی۔ میں چاہتا ہوں کہ اس دوستی کو نبا ہوں اور اس کے حقوق ادا کروں۔

(ابن حبان۔ الترغیب و الترهیب، کتاب البر و الصلة – ٣٤)

⑫ ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کرتے رہئے

ماں باپ کے رشتہ داروں کے ساتھ بھی برابر نیک سلوک کرتے رہئے اور رحم کے اُن رشتوں کا پوری طرح پاس ولحاظ رکھئے۔ ان رشتہ داروں سے بے نیازی اور بے پرواہی دراصل والدین سے بے نیازی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے آباؤ واجداد سے ہرگز بے پرواہی نہ برتو، ماں باپ سے بے پرواہی برتنا خدا کی ناشکری ہے۔

⑬ ماں باپ سے سلوک میں کوتاہی ہو جائے تو مایوس نہ ہوں

اگر زندگی میں خدانخواستہ ماں باپ کے ساتھ سلوک کرنے اور ان کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی ہوگئی ہے تو پھر بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ مرنے کے بعد ان کے حق میں برابر خدا سے دُعائے مغفرت کرتے رہئے۔ توقع ہے کہ خدا آپ کی کوتاہی سے درگزر فرمائے اور آپ کا شمار اپنے صالح بندوں میں فرما دے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''اگر کوئی بندۂ خدا زندگی میں ماں باپ کا نافرمان رہا اور والدین میں سے کسی ایک کا یا دونوں کا اسی حال میں انتقال ہو گیا تو اب اس کو چاہئے کہ وہ اپنے والدین کے لئے برابر دُعا کرتا رہے، اور خدا سے ان کی بخشش کی دُعا کرتا رہے۔ یہاں تک کہ خدا اس کو اپنی رحمت سے نیک لوگوں میں لکھ دے''۔

لباس اگر ہو تو ایسا ہو

① شرم و حیا اور ستر پوشی والے لباس پہنئے

لباس ایسا پہنئے جو شرم و حیا، غیرت و شرافت اور جسم کی ستر پوشی اور حفاظت کے تقاضوں کو پورا کرے اور جس سے تہذیب و سلیقہ اور زینت و جمال کا اظہار ہو۔

قرآن پاک میں خدا تعالیٰ نے اپنی اس نعمت کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ط

(الاعراف، آیت: ۲۶)

"اے اولادِ آدم! ہم نے تم پر لباس نازل کیا ہے کہ تمہارے جسم کے قابلِ شرم حصوں کو ڈھانکے اور تمہارے لئے زینت اور حفاظت کا ذریعہ بھی ہو"

'ریش' دراصل پرندوں کے پروں کو کہتے ہیں۔ پرندے کے پر اُس کے لئے حسن و جمال کا بھی ذریعہ ہیں اور جسم کی حفاظت کا بھی۔ عام استعمال میں ریش کا لفظ جمال و زینت اور عمدہ لباس کے لئے بولا جاتا ہے۔

لباس کا مقصد زینت و آرائش اور موسمی اثرات سے حفاظت بھی ہے لیکن اوّلین مقصد قابل شرم حصوں کی ستر پوشی ہے۔ خدا نے شرم و حیا انسان کی فطرت میں پیدا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام سے جنت کا لباسِ فاخرہ اُتروالیا گیا تو وہ جنت کے درختوں کے پتوں سے اپنے جسموں کو ڈھانپنے لگے۔ اس لئے لباس میں اس مقصد کو سب سے مقدم سمجھئے اور لباس ایسا منتخب کیجئے جس سے ستر پوشی کا مقصد بخوبی پورا ہو سکے۔ ساتھ ہی اس کا بھی اہتمام رہے کہ لباس موسمی اثرات سے جسم کی حفاظت کرنے والا بھی ہو، اور ایسا سلیقے کا لباس ہو جو زینت و جمال اور تہذیب کا بھی ذریعہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ اُسے پہن کر آپ کوئی عجوبہ یا کھلونا

بن جائیں اور لوگوں کے لئے ہنسی اور دل لگی کا موضوع مہیا ہو جائے۔

لباس پہنتے وقت یہ سوچئے کہ یہ وہ نعمت ہے جس سے خدا نے صرف انسان کو نوازا ہے۔ دوسری مخلوقات اس سے محروم ہیں اس امتیازی بخشش وانعام پر خدا کا شکر ادا کیجئے اور اس امتیازی انعام سے سرفراز ہو کر کبھی خدا کی ناشکری اور نافرمانی کا عمل نہ کیجئے۔ لباس خدا کی ایک زبردست نشانی ہے، لباس پہنیں تو اس احساس کو تازہ کیجئے اور جذباتِ شکر کا اظہار اُس دُعا کے الفاظ میں کیجئے جو نبی کریم ﷺ نے مومنوں کو سکھائی ہے۔

② بہترین لباس تقوی کا لباس ہے

بہترین لباس تقوی کا لباس ہے۔ تقویٰ کے لباس سے باطنی پاکیزگی مراد ہے اور ظاہری پرہیز گاری کا لباس بھی۔ یعنی ایسا لباس پہنئے جو شریعت کی نظر میں پرہیز گاروں کا لباس ہو، جس سے کبر وغرور کا اظہار نہ ہو، جو نہ عورتوں کے لئے مشابہت کا ذریعہ ہو مرد سے اور نہ مردوں کے لئے عورتوں سے مشابہت کا۔ ایسا لباس پہنئے جس کو دیکھ کر محسوس ہو سکے کہ لباس پہننے والا کوئی خدا ترس اور بھلا انسان ہے اور عورتیں لباس میں ان حدود کا لحاظ کریں جو شریعت نے ان کے لئے مقرر کی ہیں اور مرد ان حدود کا لحاظ کریں جو شریعت نے اُن کے لئے مقرر کی ہیں۔

③ کپڑے دائیں طرف سے پہنئے

جب تم (کپڑے) پہنو اور جب تم وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کیا کرو۔

(ابن ماجه، باب التيمن في الوضوء - ۴۰۲)

④ نیا کپڑا پہنیں تو کپڑے کا نام لے کر خوشی کا اظہار کیجئے

اور حضور اکرم ﷺ کی پڑھی جانے والی دُعا پڑھئے

نیا لباس پہنیں تو کپڑے کا نام لے کر خوشی کا اظہار کیجئے کہ خدا نے اپنے فضل وکرم

سے یہ کپڑا عنایت فرمایا۔ اور شکر کے جذبات سے سرشار ہو کر نیا لباس پہننے کی وہ دُعا پڑھے جو نبی کریم ﷺ پڑھا کرتے تھے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب کوئی نیا کپڑا، عمامہ، کرتا یا چادر پہنتے تو اس کا نام لے کر فرماتے:

اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِيْهِ، اَسْئَلُكَ خَيْرَهٗ وَخَيْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَهٗ. (ابو داؤد، کتاب اللباس-۴۰۲۰)

''خدایا تیرا شکر ہے تو نے مجھے یہ لباس پہنایا۔ میں تجھ سے اس کی خیر کا خواہاں ہوں اور جس چیز کے لئے بنایا گیا ہے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور میں اپنے آپ کو تیری پناہ میں دیتا ہوں، اس لباس کی برائی سے اور اس کے مقصد کے اس برے پہلو سے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے''

دُعا کا مطلب یہ ہے کہ خدایا تو مجھے توفیق دے کہ میں تیرا بخشا ہوا لباس انہی مقاصد کے لئے استعمال کروں جو تیرے نزدیک پاکیزہ مقاصد ہیں۔ مجھے توفیق دے کہ میں اس سے ستر پوشی کر سکوں، اور بے شرمی، بے حیائی کی باتوں سے اپنے ظاہر و باطن کو محفوظ رکھ سکوں اور شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے میں اس کے ذریعہ اپنے جسم کی حفاظت کر سکوں اور اس کو زینت و جمال کا ذریعہ بنا سکوں، کپڑے پہن کر نہ تو دوسروں پر اپنی بڑائی جتاؤں، نہ غرور اور تکبر کروں، اور نہ تیری اس نعمت کو استعمال کرنے میں شریعت کی ان حدود کو توڑوں جو تو نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لئے مقرر فرمائی ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص نئے کپڑے پہنے اگر وہ گنجائش رکھتا ہو تو اپنے پرانے کپڑے کسی غریب کو خیرات میں دے دے۔ اور نئے کپڑے پہنتے وقت یہ دُعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَآ اُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ.

''ساری تعریف اور حمد اُس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے یہ کپڑے پہنائے، جس سے میں اپنی ستر پوشی کرتا ہوں، اور جو اس زندگی میں میرے لئے حسن و جمال کا بھی ذریعہ ہے''
جو شخص بھی نیا لباس پہنتے وقت یہ دُعا پڑھے گا، خدا تعالیٰ اس کو زندگی میں بھی اور موت کے بعد بھی اپنی حفاظت اور نگرانی میں رکھے گا''

(ابن ماجه، کتاب اللباس – ۳۵۵۷)

کپڑے پہنتے وقت سیدھی جانب کا خیال رکھئے، قمیص، کرتہ، شیروانی اور کوٹ وغیرہ پہنیں تو پہلے سیدھی آستین پہنیے اور اسی طرح پائجامہ وغیرہ پہنیں تو پہلے سیدھے پیر میں پائنچہ ڈالئے۔ نبی کریم ﷺ جب قمیص پہنتے تو پہلے سیدھا ہاتھ سیدھی آستین میں ڈالتے اور پھر اُلٹا ہاتھ اُلٹی آستین میں ڈالتے۔ اسی طرح جب آپ ﷺ جوتا پہنتے تو پہلے سیدھا پاؤں سیدھے جوتے میں ڈالتے پھر اُلٹا پاؤں اُلٹے جوتے میں ڈالتے اور جوتا اُتارتے وقت پہلے اُلٹا پاؤں جوتے میں سے نکالتے پھر سیدھا پاؤں نکالتے۔

⑤ کپڑے پہننے سے پہلے ضرور جھاڑ لیجئے

کپڑے پہننے سے پہلے ضرور جھاڑ لیجئے۔ ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی موذی جانور ہو اور خدانخواستہ کوئی ایذا پہنچائے۔ نبی کریم ﷺ ایک بار جنگل میں اپنے موزے پہن رہے تھے۔ پہلا موزہ پہننے کے بعد جب آپ ﷺ نے دوسرا موزہ پہننے کا ارادہ فرمایا تو ایک کوّا جھپٹا اور وہ موزہ اٹھا کر اُڑ گیا اور کافی اوپر لے جا کر اُسے چھوڑ دیا۔ موزہ جب اونچائی سے نیچے گرا تو گرنے کی چوٹ سے اس میں سے ایک سانپ نکل کر دور جا پڑا۔ یہ دیکھ کر آپ ﷺ نے خدا کا شکر ادا کیا اور ارشاد فرمایا: ''ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ جب موزہ پہننے کا ارادہ کرے تو اس کو جھاڑ لیا کرے'' (طبرانی)

⑥ لباس سفید پہنئے

لباس سفید پہنئے ،سفید لباس مردوں کے لئے پسندیدہ ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''سفید کپڑے پہنا کرو، یہ بہترین لباس ہے۔ سفید کپڑا ہی زندگی میں پہننا چاہئے اور سفید ہی کپڑے میں مُردوں کو دفن کرنا چاہئے''

(ترمذی، کتاب الجنائز باب ما جاء ما يستحب من الاكفان – ٩٩٤)

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو، اس لئے کہ سفید کپڑا زیادہ صاف ستھرا رہتا ہے اور اسی میں اپنے مُردوں کو کفنایا کرو''

(ابن ماجه، باب البياض من الثياب)

زیادہ صاف ستھرا رہنے سے مراد یہ ہے کہ اگر اس پر ذرا سا داغ دھبہ بھی لگے تو فوراً محسوس ہو جائے گا۔ اور آدمی فوراً دھو کر صاف کر لے گا۔

رنگین کپڑا ہوگا تو اس پر داغ دھبہ جلد نظر نہ آسکے گا اور جلد دھونے کی طرف توجہ نہ ہوگی صحیح بخاری میں ہے کہ نبی کریم ﷺ سفید لباس پہنا کرتے تھے (بخاری، کتاب اللباس، باب الثياب البيض – ٥٨٢٧) یعنی آپ ﷺ نے خود بھی سفید لباس پسند کیا اور اُمت کے مردوں کو بھی اسی کو پہننے کی ترغیب دی۔

⑦ پائجامہ اور لنگی وغیرہ کو ٹخنوں سے اونچا رکھئے

پائجامہ اور لنگی وغیرہ کو ٹخنوں سے اونچا رکھئے۔ جو لوگ غرور و تکبر میں اپنا پائجامہ اور لنگی وغیرہ لٹکاتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی نظر میں وہ ناکام اور نامراد لوگ ہیں اور سخت عذاب کے مستحق ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے: تین قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ قیامت کے دن نہ تو ان سے بات کرے گا نہ اُن کی طرف نظر فرمائے گا اور نہ اُن کو پاک و صاف کر کے جنت میں داخل کرے گا بلکہ ان کو انتہائی

دردناک عذاب دے گا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ! یہ ناکام ونامراد لوگ کون ہیں؟

ارشاد فرمایا: ”ایک وہ جو غرور اور تکبر میں اپنا تہبند ٹخنوں سے نیچے لٹکاتا ہے۔

دوسرا وہ شخص ہے جو احسان جتاتا ہے۔

اور تیسرا وہ شخص ہے جو جھوٹی قسموں کے سہارے اپنی تجارت کو چمکانا چاہتا ہے“

(مسلم، کتاب الایمان–۲۹۳)

حضرت عبید بن خالد رضی اللہ عنہ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں: ”میں ایک بار مدینہ منورہ میں جارہا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے یہ کہتے سنا: ”اپنا تہبند اوپر اُٹھالو کہ اس سے آدمی ظاہری نجاست سے بھی محفوظ رہتا ہے اور باطنی نجاست سے بھی۔“ میں نے گردن پھیر کر جو دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ تو ایک معمولی سی چادر ہے۔ بھلا اس میں کیا تکبر اور غرور ہوسکتا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کیا تمہارے لئے میری اتباع ضروری نہیں ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سنے تو فوراً میری نگاہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تہبند پر پڑی، میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہبند نصف پنڈلی تک اونچا ہے (سنن نسائی ۵/۴۸۴، شمائل ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ”ٹخنوں سے اونچا پائجامہ اور لنگی وغیرہ رکھنے سے آدمی ہر طرح کی ظاہری اور باطنی نجاستوں سے محفوظ ہوجاتا ہے“۔ بڑا ہی معنی خیز ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کپڑا نیچے لٹکے گا تو راستے کی گندگی سے میلا اور خراب ہوگا۔ پاک صاف نہ رہ سکے گا اور یہ بات ذوقِ طہارت ونظافت پر نہایت گراں ہے۔ پھر ایسا کرنا کبر وغرور کی وجہ سے ہوتا ہے اور کبر وغرور باطنی گندگی ہے اور اگر یہ مصلحتیں نہ بھی ہوں تو مومن کے لئے تو یہ فرمان ہی سب کچھ ہے کہ:

”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے“ (القرآن)

اور ابوداؤد کی حدیث میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی لرزہ خیز سزا بیان

فرمائی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''مومن کا تہبند آدھی پنڈلی تک ہونا چاہئے اور اس کے نیچے ٹخنوں تک ہونے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں لیکن ٹخنوں سے نیچے تہبند کا جتنا حصہ لٹکے گا وہ آگ میں جلے گا اور جو شخص غرور اور گھمنڈ میں اپنے کپڑے کو ٹخنے سے نیچے لٹکائے گا۔ قیامت کے دن خدا اس کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہ دیکھے گا۔

(ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی قدر موضع الازار-۴۰۹۳)

⑧ مرد ریشمی کپڑا نہ پہنے

ریشمی کپڑا نہ پہنئے۔ یہ عورتوں کا لباس ہے۔ اور نبی کریم ﷺ نے مردوں کو عورتوں کا سا لباس پہننے اور ان کی سی شکل وصورت بنانے سے سختی کے ساتھ منع فرمایا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''ریشمی لباس نہ پہنو کہ جو اس کو دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں اس کو نہ پہن سکے گا'' (بخاری، کتاب اللباس - ۵۸۳۰ و مسلم، کتاب اللباس - ۵۴۱۰)

ایک بار نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

''اس ریشمی کپڑے کو پھاڑ کر اور اس کے دوپٹے بنا کر ان فاطماؤں میں تقسیم کر دو'' (مسلم، کتاب اللباس-۵۴۲۲)

(فاطماؤں سے مراد یہ تین قابل احترام خواتین ہیں: ① فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کی پیاری بیٹی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ② فاطمہ بنت اسد، حضرت علی کی والدہ محترمہ ③ فاطمہ بنت حمزہ حضرت امیر حمزہ عم رسول ﷺ کی بیٹی) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواتین کے لئے ریشمی کپڑا پہننا پسندیدہ ہے، اسی لئے آپ ﷺ نے حکم دیا کہ خواتین کے دوپٹے بنا دو ورنہ کپڑا تو دوسرے کاموں میں بھی آسکتا ہے۔

⑨ عورتیں باریک کپڑے نہ پہنیں کہ جس سے بدن جھلکے،

چست لباس بھی نہ پہنیں کہ بدن کی بناوٹ نظر آئے

عورتیں ایسے باریک کپڑے نہ پہنیں جس میں سے بدن جھلکے اور نہ ایسا چست لباس پہنیں جس میں سے بدن کی ساخت اور زیادہ پرکشش ہو کر نمایاں ہو، اور وہ کپڑے پہن کر بھی ننگی نظر آئیں۔ نبی کریم ﷺ نے ایسی آبرو باختہ عورتوں کو عبرتناک انجام کی خبر دی ہے۔

''وہ عورتیں بھی جہنمی ہیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں، دوسروں کو رجھاتی ہیں اور خود دوسروں پر ریجھتی ہیں۔ اُن کے سر ناز سے بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ٹیڑھے ہیں۔ یہ عورتیں نہ جنت میں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو پائیں گی۔ درانحالیکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے آتی ہے'' (مسلم، کتاب اللباس-۵۵۸۲)۔

ایک بار حضرت اسماء رضی اللہ عنہا باریک کپڑے پہنے ہوئے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں، وہ سامنے آئیں تو آپ ؐ نے فوراً منہ پھیر لیا اور فرمایا:

''اسماء! جب عورت جوان ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ منہ اور ہاتھ کے علاوہ اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر آئے''

(ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأة من زینتها – ٤١٠٤)

تہبند اور پائجامہ وغیرہ پہننے کے بعد بھی ایسے انداز سے لیٹنے اور بیٹھنے سے بچئے جس میں بدن کھل جانے یا نمایاں ہو جانے کا اندیشہ ہو۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''ایک جوتا پہن کر نہ چلا کرو اور تہبند میں ایک زانو اُٹھا کر اکڑوں نہ بیٹھو اور بائیں ہاتھ سے نہ کھاؤ۔ اور چادر پورے بدن پر اس انداز سے نہ لپیٹو کہ کام کاج کرنے یا نماز وغیرہ پڑھنے میں بھی ہاتھ نہ نکل سکے اور نہ چت لیٹ کر ایک پاؤں کو دوسرے

پاؤں پر رکھو" (کہ اس طرح ستر پوشی میں بے احتیاطی کا اندیشہ ہے)

(مسلم، کتاب اللباس، باب النھی عن اشتمال الصماء...الخ)

⑩ لباس میں مرد وزن ایک دوسرے کا رنگ ڈھنگ نہ اپنائیں

لباس میں عورتیں اور مرد ایک دوسرے کا سا رنگ ڈھنگ نہ اختیار کریں۔ نبی کریم ﷺ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا رنگ ڈھنگ اختیار کریں اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سا رنگ ڈھنگ اختیار کریں" (بخاری، کتاب اللباس-۵۸۸۵)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس مرد پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں کا سا لباس پہنے اور اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مرد کا لباس پہنے" (ابوداؤد کتاب اللباس۔باب فی لباس النساء ۴۰۹۷)

ایک بار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے ذکر کیا کہ ایک عورت ہے جو مردوں کے سے جوتے پہنتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: "رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے جو مرد بننے کی کوشش کرتی ہیں" (ابوداؤد-۴۰۹۹)

خواتین دوپٹہ اوڑھے رہنے کا اہتمام رکھیں اور اس سے اپنے سر اور سینے کو چھپائے رکھیں۔دوپٹہ ایسا باریک نہ اوڑھیں جس سے سر کے بال نظر آئیں۔دوپٹے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اس سے زینت کو چھپایا جائے۔قرآن پاک میں خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ. (النور:۳۱)

"اور اپنے سینوں پر اپنے دوپٹوں کے آنچل ڈالے رہیں"

ایک بار نبی کریم ﷺ کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ کی چادر آئی۔آپؐ نے اس میں سے کچھ حصہ پھاڑ کر دحیہ کلبی کو دیا اور فرمایا اس میں سے ایک حصہ پھاڑ کر تم اپنا کرتا بنالو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لئے دے دو مگر اُن سے

کہہ دینا کہ اس کے نیچے ایک اور کپڑا لگالیں تا کہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔

(ابو داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس القباطی للنساء - ٤١١٦)

کتاب وسنت کی اس صریح ہدایت کو پیش نظر رکھ کر احکام الٰہی کے مقصد کو پورا کیجئے اور چار گرہ کی پٹی کو گلے کا ہار بنا کر خدا اور رسول کے احکام کا مذاق نہ اڑائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ "جب یہ حکم نازل ہوا تو عورتوں نے باریک کپڑے چھوڑ کر موٹے کپڑے چھانٹے اور اُن کے دوپٹے بنائے"

(ابو داؤد، باب فی قول اللّٰہ تعالیٰ ولیضربن بخمرھن - ٤١٠٢)

(۱۱) لباس ہمیشہ اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق پہنئے

لباس ہمیشہ اپنی وسعت اور حیثیت کے مطابق پہنئے۔ نہ ایسا لباس پہنئے جس سے فخر ونمائش کا اظہار ہو اور آپ دوسروں کو حقیر سمجھ کر اترائیں اور اپنی دولت مندی کی بے جا نمائش کریں اور نہ ایسا لباس پہنئے جو آپ کی وسعت سے زیادہ قیمتی ہو اور آپ فضول خرچی کے گناہ میں مبتلا ہوں، اور نہ ایسے شکستہ حال بنے رہیں کہ ہر وقت آپ کی حالت سوال بنی رہے اور سب کچھ ہونے کے باوجود آپ محروم نظر آئیں بلکہ ہمیشہ اپنی وسعت وحیثیت کے لحاظ سے موزوں باسلیقہ اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں۔

بعض لوگ پھٹے پرانے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر شکستہ حال بنے رہتے ہیں اور اس کو دینداری سمجھتے ہیں، اتنا ہی نہیں بلکہ وہ ان لوگوں کو دنیادار سمجھتے ہیں جو صاف ستھرے سلیقے کے کپڑے پہنتے ہیں، حالانکہ دینداری کا یہ تصور سراسر غلط ہے۔ حضرت ابوالحسن عامی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ ایک بار نہایت ہی عمدہ لباس پہنے ہوئے تھے۔ کسی شکستہ حال صوفی نے ان کے اس ٹھاٹ باٹ پر اعتراض کیا کہ بھلا اللہ والوں کو ایسا بیش بہا لباس پہننے کی کیا ضرورت؟ حضرت شاذلی نے جواب دیا، بھائی یہ شان وشوکت، عظمت و شان والے خدا کی حمد وشکر کا اظہار ہے اور تمہاری یہ شکستہ حالی صورتِ سوال ہے۔ تم

زبانِ حال سے بندوں سے سوال کر رہے ہو"۔ دراصل دینداری کا انحصار نہ پھٹے پرانے پیوند لگے گھٹیا کپڑے پہننے پر ہے اور نہ لباسِ فاخرہ پہننے پر۔ دینداری کا دارو مدار آدمی کی نیت اور صحیح فکر پر ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ آدمی ہر معاملہ میں اپنی وسعت اور حیثیت کا لحاظ کرتے ہوئے اعتدال اور توازن کی روِش رکھے۔ نہ شکستہ صورت بنا کر نفس کو موٹا ہونے کا موقع دے اور نہ زرق برق لباس پہن کر فخر و غرور دکھائے۔

حضرت ابوالاحوص رحمۃ اللہ علیہ کے والد اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت میرے جسم پر نہایت ہی گھٹیا اور معمولی کپڑے تھے۔ آپ نے پوچھا، کیا تمہارے پاس مال و دولت ہے؟ میں نے کہا جی ہاں، دریافت فرمایا، کس طرح کا مال ہے؟ میں نے کہا، خدا نے مجھے ہر قسم کا مال دے رکھا ہے، اونٹ بھی ہیں، گائیں بھی ہیں، بکریاں بھی ہیں، گھوڑے بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خدا نے تمہیں مال و دولت سے نواز رکھا ہے تو اس کے فضل و احسان کا اثر تمہارے جسم پر ظاہر ہونا چاہئے۔

(مشکوٰۃ، کتاب اللباس الفصل الثانی)

مطلب یہ ہے کہ جب خدا نے تمہیں سب کچھ دے رکھا ہے تو پھر تم نے ناداروں اور فقیروں کی طرح اپنا حلیہ کیوں بنا رکھا ہے؟ یہ تو خدا کی ناشکری ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ملاقات کی غرض سے ہمارے یہاں تشریف لائے۔ تو آپ نے ایک آدمی کو دیکھا جو گرد و غبار میں اٹا ہوا تھا اور اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا اس آدمی کے پاس کوئی کنگھا نہیں ہے جس سے یہ اپنے بالوں کو درست کر لیتا؟ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسرے آدمی کو دیکھا جس نے میلے کپڑے پہن رکھے تھے۔ آپ نے فرمایا، کیا اس آدمی کے پاس وہ چیز (یعنی صابون وغیرہ) نہیں ہے جس سے یہ اپنے کپڑے دھو لیتا (مشکوٰۃ، کتاب اللباس الفصل الثانی)

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے کہا، یا رسول اللہ ﷺ! میں چاہتا ہوں کہ میرا لباس نہایت عمدہ ہو، سر میں تیل لگا ہوا ہو، جوتے بھی نفیس ہوں، اسی طرح اس نے بہت سی چیزوں کا ذکر کیا یہاں تک کہ اس نے کہا میرا جی چاہتا ہے میرا کوڑہ بھی نہایت عمدہ ہو۔ نبی کریم ﷺ اس کی گفتگو سنتے رہے، پھر فرمایا: "یہ ساری ہی باتیں پسندیدہ ہیں اور خدا اس لطیف ذوق کو اچھی نظر سے دیکھتا ہے" (مستدرک احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کیا یہ تکبر اور غرور ہے کہ میں نفیس اور عمدہ کپڑے پہنوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، نہیں بلکہ یہ تو خوبصورتی ہے، اور خدا اس خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ہی کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "نماز میں دونوں کپڑے پہن لیا کرو (یعنی پورے لباس سے آراستہ ہو جایا کرو) خدا زیادہ مستحق ہے کہ اس کی حضوری میں آدمی اچھی طرح بن کر سنور کر جائے" (مشکوٰۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جس کے دل میں ذرّہ بھر بھی غرور ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا" ایک شخص نے کہا، ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کے کپڑے عمدہ ہوں، اس کے جوتے عمدہ ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "خدا خود صاحب جمال ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے (یعنی عمدہ نفیس پہناوا غرور نہیں ہے) غرور تو دراصل یہ ہے کہ آدمی حق سے بے نیازی برتے اور لوگوں کو حقیر و ذلیل سمجھے" (مسلم، کتاب الایمان، باب الکبر – ۲۶۵)

کھاؤ، پیو اور صدقہ کرو اور پہنو (لیکن) اس حد تک کہ فضول خرچی اور غرور (یعنی شیخی پن) کی ملاوٹ نہ ہو (مسند احمد، ابن ماجہ، کتاب اللباس – ۳۶۰۵)

جس نے (دنیا میں) نام و نمود کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا (مسند احمد، ابن ماجہ کتاب اللباس – ۳۶۰۶)

(۱۴) پہننے، اوڑھنے اور بناؤ سنگھار کرنے میں بھی ذوق کا پورا خیال رکھئے

پہننے اوڑھنے اور بناؤ سنگار کرنے میں بھی ذوق اور سلیقے کا پورا پورا خیال رکھئے۔ گریبان کھولے کھولے پھرنا، اُلٹے سیدھے بٹن لگانا، ایک پائینچہ چڑھانا اور ایک نیچا رکھنا اور ایک جوتا پہنے پہنے چلنا یا اُلجھے ہوئے بال رکھنا۔ یہ سب ہی باتیں ذوق اور سلیقے کے خلاف ہیں۔

ایک دن نبی کریم ﷺ مسجد میں تشریف رکھتے تھے کہ اتنے میں ایک شخص مسجد میں آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اُس کی طرف اشارہ کیا جس کا مطلب یہ تھا کہ جا کر اپنے سر کے بال اور داڑھی کو سنوارو۔ چنانچہ وہ شخص گیا اور بالوں کو بنا سنوار کر آیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''کیا یہ زینت و آرائش اس سے بہتر نہیں کہ آدمی کے بال اُلجھے ہوئے ہوں؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ شخص شیطان ہے'' (مشکوٰۃ، باب الترجل الفصل الثالث)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک جوتا پہن کر کوئی نہ چلے یا دونوں پہن کر چلو یا دونوں اُتار کر چلو۔

(ترمذی، کتاب اللباس باب ما جاء فی کراھیة المشی فی النعل الواحدة– ۱۷۷٤)

اور اسی حدیث کی روشنی میں علماء دین نے ایک آستین اور ایک موزہ پہننے کی بھی ممانعت فرمائی ہے۔

جوتا پہنتے وقت پہلے داہنے پاؤں میں جوتا ڈالو۔
اور جب جوتے اُتارو تو پہلے بایاں پاؤں نکالو۔

(بخاری، باب ینزع نعله الیسری – ۵۸۵٦)